نوشتۂ تقدیر

235

...یہ بیگم محمد حنیف ندوی

Presonal Collection of Books of Late
Maulana Muhammad Hanif Nadvi & Donated
By Mrs. Muhammad Hanif Nadvi

اظہار سنز ۔ لاہور

مجبور در مشیتِ تقدیر بودہ ایم
مارا چہ اختیار کہ چون و چرا کنیم

Marfat.com

27774

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
۱ قرعۃ القضا	۱۱
۲ حرفِ اوّل	۱۳
۳ مقدمہ	۱۷
۴ کائنات کا ذرّہ ذرّہ زندانیٔ تقدیر ہے	۲۷
۵ نہ زیست ہمارے بس کی بات ہے اور نہ ہم مرگ پر اختیار رکھتے ہیں	۲۸
۶ عمر کی درازی اور کوتاہی پہلے سے طے شدہ ہے۔	۳۰
۷ روزی کی افزونی اور رزق میں وسعت ہماری عقل و ہمت کی مرہونِ منت نہیں	۳۱
۸ رزق کے وافر اور کثیر ہوتے ہوئے بھی حکم خدا کے بغیر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔	۳۲
۹ شان و شوکت، عزت و آبرو، حکومت اور سلطنت اللہ کا دین ہے	۲۲
۱۰ وہ جس کو چاہے، مکرم اور محترم اور جسے چاہے، ذلیل و رسوا کر دے۔	۳۳
۱۱ فتح و شکست، کامیابی اور ناکامی سراسر خدا کے ہاتھ میں ہے۔	۳۵
۱۲ متاعِ دنیا کی بہرہ مندی اور اموال کا وافر اور کثیر ہونا محض خدا کا جود و کرم ہے۔	۳۶
۱۳ علم کی دولت اور عرفان عطائے الٰہی ہے۔	۳۶
۱۴ حکمت فقط اسے نصیب ہوتی ہے، جسے خدا خود عطا کرے۔	۳۷
۱۵ صباحت اور ملاحت، رنگوں کا تنوّع اور بولیوں کا اختلاف خدا کی کرشمہ سازی ہے	۳۷
۱۶ حصولِ اولاد محض نعمتِ خداوندی ہے۔	۳۷

Marfat.com

۱۷ قتلِ اولاد کا فعلِ شنیع بھی تابعِ مشیتِ الٰہی تھا ۳۸

۱۸ اُس کی شانِ کریمی و بے نیازی مُنکرین کو مالا مال کرتی ہے۔ ۴۰

۱۹ خدا مومنین کی آزمائش یا تادیب کے لیے اتلافِ جان اور نقصانِ مایہ کرتا ہے۔ ۴۰

۲۰ راحت اور آرام، سختیاں اور صعوبتیں سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ ۴۱

۲۱ پیدائش سے قبل ایک فرشتہ بحکمِ الٰہی مَولُود کا رِزق اور موت، شقاوت اور سعادت اور اس کے اعمال لکھ لیتا ہے۔ ۴۲

۲۲ سارا جہان مُتحد ہو کر بھی نہ تو ہمیں نفع دے سکتا ہے، نہ ضرر۔ ۴۲

۲۳ بیماری اور لاچاری منجانب اللہ ہیں اور شفا بھی وہی بخشتا ہے۔ ۴۳

۲۴ سحر باطل اور نظرِ بد محض خیال اور آرزوئیں۔ یہ تقدیرِ الٰہی پر اثر انداز نہیں ۴۴

۲۵ خدا بستیوں کو ہلاک کرتا اور اُن کے مکینوں کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ ۴۴

۲۶ تدبیر کند بندہ، تقدیر زند خندہ۔ ۴۷

۲۷ خدا چاہے تو ہوا کو بند اور پانی کے سوتوں کو خشک کر دے۔ آسمان سے اولے برسائے یا ہمیں زمین میں دھنسا دے۔ ۴۷

۲۸ وہ چاہے تو پتھروں کی بارش کرے یا اجرامِ فلکی کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے۔ ہمیں غرق کر دے یا مسخ کر دے۔ ۴۸

۲۹ ہدایت اور ضلالت خدا کے اختیار میں ہیں۔ وہ گمراہ کرے تو کوئی ہادی نہیں اور ہدایت دے تو کوئی [illegible] نہیں سکتا۔ ۴۹

۳۰ انبیاء پر فقط ابلاغِ حق فرض ہے اور وہ ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ ۵۱

۳۱ دولتِ ایمان بھی اللہ کے اذن سے حاصل ہوتی ہے۔ ۵۱

۳۲ خدا جسے ہدایت کرنا چاہتا ہے، اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے، اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے ۵۲

۳۳ ہدایت اکتسابی چیز نہیں۔ وہی ہے خدا جسے ہدایت کرنا چاہے، اُس کا

Marfat.com

سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور کسی کے دل میں انقباض بھی ڈالتا ہے۔ ۵۴

۳۴ رائے میں تفاوت اور دین میں اختلاف خدا کا پیدا کردہ ہے ۵۸

۳۵ خدا نے بدکاری اور پرہیزگاری انسان کے دل میں بقدرِ ظرف و حوصلہ ڈال دی ہے ۵۹

۳۶ خدا اپنے منتخب بندوں کو فِتنۃُ النِّساءُ سے بچا لیتا ہے لیکن عامۃ النّاس اس آزمائش میں پُورا نہیں اُتر سکتے۔ ۶۰

۳۷ خدا نے حضرت لُوط علیہ السّلام اور اُس کے اہل کو عذاب سے بچایا اور اُن کی عورت کا اُس میں مبتلا ہونا مقدّر کر دیا۔ ۶۱

۳۸ قلب و نظر کی تطہیر اور تزکیۂ نفس محض فضلِ خدا سے حاصل ہوتا ہے ۶۲

۳۹ خدا دلوں پر مُہر لگاتا، کانوں میں گرانی اور آنکھوں پر پردہ ڈالتا اور ایک ڈھکنا سا دلوں دلوں پر رکھ دیتا ہے۔ ۶۲

۴۰ ہدایت اور گمراہی کی طرح عذاب و ثواب بھی خدا کے تابعِ مرضی ہے۔ ۶۴

۴۱ خدا نے بعضوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں اور بعض کو اس لیے کہ وہ جنّت الفردوس کی راہ پائیں۔ ۶۶

۴۲ اُس کی رضا اُس کا قانون ہے اور ہماری جانِ ناتواں مجبوریوں میں جکڑی ہوئی ہے ۶۸

۴۳ خدا نے انسان کو چھچھورا اور جلد باز، بخیل اور جھگڑالو، ظلم اور کفرانِ نعمت کرنے والا بنایا۔ ۶۹

۴۴ خدا نے انسان کو مال کی محبّت میں غلطاں حریص اور تنگ دل خلق کیا۔ ۷۰

۴۵ ہم اپنی طبیعت اور فطرت کو نہیں بدل سکتے۔ جبلّت اور سرشت سے مجبور ہیں۔ ۷۰

۴۶ ہمارے جملہ افعال و اعمال خدا کے پیدا کردہ اسباب اور محرّکات کا نتیجہ ہیں اور گناہ پر ہمیں اختیار نہیں۔ ۷۵

Marfat.com

۴۷ نفسِ امّارہ ہمیں بُرائی پر اُکساتا ہے اور اِسے خدا نے پیدا کیا۔ ۷۶

۴۸ ابلیس انسان کا کھلا دشمن ہے مگر یہ خدا کا مامُور ہے ۷۷

۴۹ شیطان نے آدم اور اُس کی بیوی پر ایک بھرپُور وار کیا اور انہیں ڈگمگایا ۷۹

۵۰ ع خُوئے آدم دارم، آدم زادہ ام ۸۰

۵۱ خدا نے مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کی محبّت ڈالی اور اُنہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ ۸۱

۵۲ خدا مومنین اور صالحین کے دلوں سے بُغض نکالتا اور اُن میں اُلفت ڈالتا ہے اور وہی دو فرقوں کے درمیان عداوت اور کینہ رکھ دیتا ہے۔ ۸۲

۵۳ خدا دلوں کو روشن کرتا اور اُن میں ذکر کی لذّت ڈالتا ہے اور وہی ہمیں اپنی یاد سے غافل بھی کر دیتا ہے۔ ۸۳

۵۴ ہم پابندِ سلاسل ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی قضائے الٰہی کو بدل نہیں سکتا۔ ۸۴

۵۵ زمین پر کوئی چلنے والا اور رینگنے والا نہیں، جس کی چوٹی خدا کے ہاتھ میں نہ ہو۔ ۸۴

۵۶ رطب و یابس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو پہلے ہی کتابِ مُبین میں لکھی ہوئی نہ ہو۔ ۸۴

۵۷ ہمیں اپنے اعمال پر قُدرت اور اختیار نہیں اور ہمارے عزائم میں بیسیوں داخلی اور خارجی موانع حائل ہیں۔ ۸۵

۵۸ طبیعت مائل بہ بدی ہے اور ہم کسی طور بھی گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ ۸۷

۵۹ اچھے خیال خدا کی طرف سے اِلقا ہوتے ہیں اور بُرے خیال شیطان دلوں میں ڈالتا ہے۔ ۸۸

۶۰ خدا کی ہدایت اور توفیق کے بغیر نہ تو احکام کی بجا آوری ممکن ہے اور نہ ہی ممنوعات سے اجتناب۔ ۸۸

۶۱ زندگی ایک جُوا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ داؤ میں ہماری ہار ہو گی یا جیت۔ ۸۹

۶۲ نہ ہمارے ارادے ہمارے بس میں ہیں اور نہ ہی دلوں پر ہمیں قابو ہے ۹۱

۶۳ عالمِ اسباب میں کوئی بھی فعل سبب کے بغیر سرزد نہیں ہوتا اور اسباب

Marfat.com

کا خالق یا مُسَبِّبُ الاسباب خدا ہے۔ ۹۱

۶۴ حلقۂ خیال ہو یا دائرۂ عمل، یا نیتوں اور ارادوں کی دنیا کہیں بھی خدا عاجز اور بے دخل اور انسان قادر اور باریاب نہیں۔ ۹۲

۶۵ ہمارے قلوب، ہماری پیشانیاں اور ہمارے اعضاء و جوارح، سب خدا کے قبضے میں ہیں اور درِ اختیار ہم پر بند ہے۔ ۹۴

۶۶ آگ، بجلی، ہوا، پانی اور جملہ عناصر خدا کی مشیئت کے تحت ہماری خدمت پر مامُور ہیں لیکن یہی ہمارے لیے ہالک اور ضرر رساں بھی ہیں۔ ۹۶

۶۷ آگ ہمیں گرم رکھتی اور روشنی پہنچاتی ہے اور ہماری ہر چیز کو جلا کر راکھ بھی کر سکتی ہے۔ ۹۶

۶۸ قُدرتِ خداوندی سے آگ کے انگار حضرت ابراہیمؑ کے لیے پھولوں کی سیج بن گئے۔ ۹۷

۶۹ بجلی نُور بھی ہے، نار بھی ہے اور قُوت بھی جو ہماری مختلف خدمات بجالاتی ہے۔ ۹۷

۷۰ یہی برق عذاب کی صُورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ ۹۷

۷۱ ہوا ہماری خدمت پر مامُور ہے۔ اس پر ہمارا مدارِ حیات ہے اور یہی جہازوں کو غرقِ آب کرتی ہے۔ ۹۸

۷۲ پانی سے ہماری کھیتیاں سرسبز ہوتی ہیں اور یہی ہماری ہلاکت آفرینی کا موجب بن جاتا ہے۔ ۹۹

۷۳ خدا نے حضرت نُوحؑ کے مُکذّبینِ تیرہ بخت کو طوفان میں ڈبو دیا۔ ۱۰۰

۷۴ خدا چاہے تو تمام عناصر اور سب قُوتیں ہمارے ساتھ متصادم رہیں اور چاہے تو انہیں ہمارے لیے تسخیر کر دے۔ ۱۰۱

۷۵ خدا نے قومِ مُوسیٰ کو مُخلصی دی اور فرعون کے لوگوں کو سمندر میں ڈبو دیا۔ ۱۰۱

Marfat.com

۷۶ خدا نے حضرت یونس کو شکمِ ماہی میں زندہ اور سلامت رکھا۔ ۱۰۲
۷۷ اللہ کے حکم سے قوم موسیٰ کے لیے پتھروں میں سے چشمے پھوٹ بہے۔ ۱۰۳
۷۸ خدا نے حضرت زکریا کو فرزند بخشا جبکہ وہ پیر مرد تھا اور اس کی عورت بانجھ تھی۔ مریم صدیقہ کو بلا مساسِ بشری پاکیزہ لڑکا عطا فرمایا، حواریانِ مسیح کے لیے آسمان سے خوان اتارا اور بیشمار دیگر اعجاز دکھائے۔ ۱۰۳
۷۹ خدا تقدیر ساز بھی ہے اور تقدیر شکن بھی۔ ۱۰۴
۸۰ خدا اعضائے انسانی، ذہن اور خیالات وجذبات کا خالق ہے اور وہی انہیں ضبط میں رکھتا ہے۔ ۱۰۵
۸۱ اپنی بیدار زندگی میں انسان ہر لحظہ زیرِ تربیت ہے مرئی اور غیر مرئی، دیدنی اور نادیدنی محرکات سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ ۱۰۶
۸۲ سب قدرت اور عظمت اللہ کی ہے اور انسان میں کوئی بڑائی نہیں۔ ۱۰۷
۱۳ حاصل کلام۔ ۱۰۷

Marfat.com

قرعۃ القضا

وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا (۲۵/۲)
اس نے ہر شخص کو پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر کو اس کے لیے مقدر کر دیا۔

○

ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (۶/۹۶)
یہ غالب اور علم رکھنے والے خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر ہے

○

برو بشادی و اندوہ دل منہ کہ قضا
چو قرعہ بر نمط امتحاں بگرداند
یزید را بہ بساطِ خلیفہ بنشاند
کلیم را بہ لباسِ شباں بگرداند
(غالب)

○

Marfat.com

Marfat.com

حرفِ اوّل

جبرو اختیار کا مسئلہ بہت نازک اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ابتدا سے کئی مستقل اور متضاد مکاتبِ فکر چلے آئے ہیں۔ ایک جماعت انسان کو بالکل بے اختیار اور مجبورِ محض تصوّر کرتی ہے اور دوسرا طبقہ اسے اپنے افعال میں کامل طور پر صاحبِ قدرت و اختیار مانتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور گروہ بھی ہے جو ان دونوں کے بین بین ہے۔ یہ تینوں فریق قرآنِ کریم سے استدلال کرتے ہیں۔

اس پاک صحیفے میں اکثر اور بے شمار مقامات پر خدا کی کامل قدرت اور تصرّف اور بشر کے انتہائی عجز اور مجبوری کا تصوّر ایسے واضح محکم اور پُرزور الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ انسانی بے بضاعتی اور ناچاری اور خدائے قادر و لاشریک کی سلطانی اور حکمرانی کے نقوش آنکھوں میں مُرتسم اور لوحِ دل پر کندہ ہو جاتے ہیں۔ عنانِ اختیار کاملاً و کلیۃً خدا کے ہاتھ میں دکھائی دیتی ہے اور انسان عاجز و ناتواں، حقیر و درماندہ معلوم ہوتا ہے۔ جسے دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

یہ مسئلہ نازک اور پیچیدہ اس لیے ہے کہ اس یقین کے بعد کہ خدا مختار اور انسان مجبور ہے، بسا اوقات بشر جیبو کا جزا و سزا پر اعتقاد متزلزل ہو جاتا ہے۔ اُسے تعزیر سے ایک گونہ امان اور بے خوفی حاصل ہوتی ہے۔ انعام کی طمع اور عقوبت کے خوف کے بغیر وہ شرع و آئین سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور یہ امر یقین و اعتقاد اور اعمال میں خوف ناک بے راہ روی کا موجب بھی ہو سکتا ہے۔ اسی لیے صُلحا، حُکما اور اکابر دین نے "بین الجبر والاختیار" کا طریق پسند کیا ہے اور یہی درمیانی راستہ سوادِ اعظم کا مذہب ہے۔

میں نے اس مضمون میں انسان کی مجبوری اور بے بسی پر زور دیا ہے اور مقصود

Marfat.com

اسے آئینہ دکھاتا ہے تاکہ وہ اپنے صحیح مقام اور مجبوریوں کو دیکھ لے، بڑائی اور برتر
تقویٰ اور طہارت کے خیالِ خام اور زُعمِ باطل کو دل سے نکال دے، خُود پسندی او
خُود نمائی سے حذر کرے اور پاکئ داماں کی حکایت[1] نہ بڑھائے۔ یہ عقیدہ اُس میں عجز و
اور حلم و انکسار پیدا کرے اور وہ اللہ کی رضا پر راضی رہنا سیکھ لے۔ آخر میں یہ بتانے
کی کوشش کی گئی ہے کہ خدا اپنی تقدیرات کو بدل بھی سکتا ہے اور ہمیں اُس سے خی
کی طلب کرنا چاہیے۔

میں نے کچھ ایسا اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے کہ اکثر اپنے مُنہ سے تو کم کہتا ہوں
مگر زبانِ قرآن سے زیادہ کہلواتا ہوں اور یُوں آیاتِ قرآنی میں میری سوچیں ڈھلنے
جھلکنے اور نکھرنے لگتی ہیں۔ قارئین کرام میری کسی بات پر التفات نہ بھی کریں تو مضائقہ
نہیں، لیکن فرمانِ قرآن کو حرزِ جان بنائیں۔ میرے خیالات سے اگر چاہیں اور جہاں
چاہیں، بلا تامل اور بے محابا اختلاف کریں، مگر نصوصِ قرآنی سے انحراف نہ کرنے
پائیں کہ وہی قولِ فیصل اور ہمارے لیے دین و دنیا کا سرمایۂ گراں قدر ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (۸۶/۱۳)

میں مولانا محمد حنیف صاحب ندوی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انتہائی مصروفیت
کے باوجود اس رسالے پر ایک مبسوط اور عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا۔ وہ ایک مُتبحر عالم اور
ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے وابستہ ہیں۔ وہ فلسفۂ اختیار کے قائل اور مؤید و مبلّغ ہیں
جیسا کہ ان کی تحریر سے عیاں ہے۔ میں خوش ہوں کہ تصویر کے دونوں رُخ ناظرین کرام
کے سامنے آ گئے اور اب یہ مضمون کسی بھی اعتبار سے تشنۂ تکمیل نہیں جو بات کہنے
کی تھی۔ فریقین نے کھل کر کہی ہے۔ رائے کی پابندی، مصالح کی رعایت اور بیان کی
کوتاہی و درماندگی اظہارِ مطلب میں حائل نہیں رہی۔ ہاں ایک بات واضح ہے کہ مولا
کا طرزِ خیال، طریقِ استدلال اور اندازِ بیان فکری، اجتہادی اور نظریاتی ہے اور میں
استنباطِ مطالب کی بنیاد بیشتر نقل پر رکھی ہے۔ اُن کا مدار عقلی دلائل اور علم کلام پر ہے اور
قدم قدم پر کلامِ خدا اور قولِ رسول کا سہارا لیتا ہوں اور دیکھے ہوئے سے تجاوز نہیں کرتا

[1] اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت — دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

میں اکثر خیال کرتا ہوں کہ سیّدَینُ المکرّمین امجد الطاف اور اظہار الحسن کے بغیر میری زندگی ناتمام ہے۔ میرے ارادوں کی تکمیل بیشتر اُن کی حوصلہ افزائیوں کی ِمنّت پذیر ہے اور اس رسالے کی طبع و اشاعت میں بھی حسبِ معمول ان کی اعانت اور تائید شامل ہے۔

یہ دونوں دوست بغایت با اخلاق اور دین دار ہیں لیکن ایک زاہدِ خشک کی طرح دینداری نے اُن کے رُخ ہائے خنداں و شگفتہ کو سنجیدہ اور افسُردہ نہیں بنایا۔ اُن کے چہرے غرور زُہد سے لٹک نہیں گئے۔ میں نے اُنھیں قریب سے دیکھا اور نام کو بھی تصنّع و ریا کے آثار اُن میں نہیں پائے۔

۸۲/سی ۲ ۔ گلبرگ ۳
لاہور

خواجہ غلام احمد

Marfat.com

Marfat.com

مُقدّمہ

جبر و اختیار کی بحث بہت پرانی ہے۔ یہ مسئلہ ٹھیک ٹھیک انسانی فکر و تدبّر کا محور کب بنا؛ اس کی تعیین مشکل ہے۔ یہ البتہ کہہ سکتے ہیں کہ جب سے حضرت انسان نے شعوری زندگی کا آغاز کیا اور وہ مرحلہ آیا جب ان کی فطرت اور کردار معرض بحث میں آئے۔ اسی وقت سے اس کے سامنے یہ سوال ابھر کر آیا ہوگا کہ اس کائنات میں ہمارا مقام کیا ہے؟ جو کچھ ہم کرتے اور سوچتے ہیں اس میں ہم آزاد اور مختار ہیں، یا ہمارے ارادے اور اعمال کسی بالا دست طاقت و قوت کے تجویز کردہ نقشے کے تابع اور رہین مِنّت ہیں؟ اور پھر سوچنے والے دو واضح گروہوں میں بٹ گئے ہوں گے: ایک گروہ نے اپنے فکر و عمل کی اساس اختیار، پر رکھی ہوگی اور دوسرے نے جبر و اضطرار پر۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جاہلیت میں بھی دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ اختیار کے حامی بھی اور جبر و اضطرار کے قائل بھی، چنانچہ اپنے انکار و کفر کو دعوت اسلامی کے مقابلے میں حق بجانب قرار دینے والے برملا کہتے تھے:

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا (٦/١٤٨)

اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کا ارتکاب کرتے اور نہ ہمارے آباؤ اجداد۔

اسلام کی فکری تاریخ بتاتی ہے کہ دوسری صدی ہجری ہی میں جبر و اضطرار کی بحثیں اسلامی معاشرہ میں نہ صرف شروع ہوگئیں تھیں بلکہ ان بحثوں نے باقاعدہ ایک ذہن ایک مدرسۂ فکر، اور اشکال کی صورت اختیار کر لی تھی اور اس کے متعدد اسباب تھے۔

ایک اہم وجہ فکر و شعور کی وہ عمومی بیداری تھی جس کو قرآن حکیم کی خرد افزا تعلیمات نے پیدا کیا۔ دوسری وجہ قرآن حکیم کی وہ متنازعہ فیہ آیات ہو سکتی ہیں جن میں جبر و اختیار کے دوگونہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تیسرا سبب، جس سے سوچنے کا یہ اسلوب رائج ہوا،

نساطرہ اور مجوسیوں سے وہ مناظرے اور معرکہ آرائیاں ہیں جن سے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے سلسلے میں دوچار ہونا پڑا۔ چوتھا اور ہمارے نزدیک فیصلہ کن اور قرین عقل سبب خالصتاً سیاسی نوعیت کا حامل ہے، یعنی بنی امیہ کے دور میں جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ملت ابراہیمی کی زمام اختیار صلحا، پاکباز اور بہترین خلائق حضرات کے ہاتھ سے نکل کر چند جابر و ظالم اشخاص کی میراث و مقدر بن گئی ہے تو انہوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ ملی آشوب ہماری بدعملی کا نتیجہ ہے، یا اس میں مصلحت خداوندی کی کارفرمائیوں کا دخل ہے؟ اور اس انداز فکر نے مسلمانوں کو دو باقاعدہ گروہوں میں تقسیم کر دیا: ایک گروہ نے اس انقلاب کو اپنی بداعمالیوں پر محمول کیا اور دوسرے نے اس کو مصلحت خداوندی کا کرشمہ قرار دیا۔ مسئلہ زیربحث کا تجزیہ کیجیے تو اس کے اسباب و علل کو ہم چار خانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: فلسفہ، نفسیات، سائنس اور مذہب۔

جہاں تک فلسفہ کا تعلق ہے یہ اشکال اللہ تعالیٰ کے وصف علم سے اُبھرا۔ علم الٰہی کے بارے میں دریافت طلب نکتہ یہ ہے کہ کیا اس کی ہمہ گیری کائنات سے لے کر جزئیات اعمال تک ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور کوئی چیز اس کے دائرہ ادراک سے باہر نہیں اور یہ کہ کیا ہمارا ارادہ اور اس کے عوامل، اور پھر اعمال اسی علم الٰہی کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں؟

اس سلسلے میں بغیر تأمل کے کہا جا سکتا ہے کہ تمام مذاہب کا بالعموم اور قرآن حکیم کا بالخصوص موقف یہ ہے کہ علم الٰہی کے دائروں کی وسعت کائنات کے ذرّے ذرّے کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، یہاں تک کہ ہمارے فکر و عمل کا کوئی جزو بھی ایسا نہیں جو پہلے سے لوح ازل پر ارقام پذیر نہ ہوا جس کو لاہوت کی ہمہ گیر نظروں سے اوجھل قرار دیا جا سکے اور یہ کہ خدا اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (۶۵/۱۲)

اور کوئی پتّہ نہیں جھڑتا، مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری سوکھی چیز نہیں، مگر کتاب میں اُس کا ذکر ہے۔

Marfat.com

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶/۵۹)

علم الٰہی کی وسعت اور ہمہ گیری کے ساتھ اگر اس حقیقت پر بھی غور کر لیا جائے کہ علم و عرفان کے تقاضے بہر حال ایک طرح کا جبر چاہتے ہیں تو منطق کی اصطلاح میں اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوگی کہ اس کارگاہِ حیات میں کیوں اختیار نہیں پایا جاتا اور کیوں وجود و حرکت کے ہر ہر دائرے میں جبر و اضطرار کی فرمان روائی نظر آتی ہے۔ علم و عرفان کے دائرے کیونکر جبر و اضطرار پر دلالت کناں ہیں؟ اس نکتے کا ادراک اس جانی بوجھی حقیقت پر مبنی ہے کہ ہم ہر شے کو بہر حال علّت و معلول سبب اور مسبّب، یا کسی قاعدہ و قانون کی پابندی و التزام کے حوالے ہی سے سمجھ سکتے ہیں اور اسی لزوم یا پابندی کے بل پر کسی چیز یا ظہور سے متعلق پیشگوئی کر سکتے ہیں یعنی اگر آفتاب، چاند اور نجوم و کواکب اپنی گردش اور چال میں کسی قاعدہ اور قانون کے پابند نہ ہوں تو کون کہہ سکتا ہے کہ اگلے طلوع و غروب کے اوقات کیا ہیں، یا کس میں ہمت ہے کہ ان کے اوقات کسوف و خسوف کا تعیّن کر سکے۔ یہ جبر و اضطرار ہی تو ہے جس کی بدولت ہم اس قابل ہیں کہ انہیں جان سکیں، ان کے بارے میں علم الافلاک ایسے علوم کی طرح ڈال سکیں اور یہ بتا سکیں کہ مستقبل قریب یا بعید میں یہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا یہ سارا ارتقا صرف اس وجہ سے ہو سکا کہ یہ کائنات باقاعدہ اور نپے تلے اصولوں کی پابند ہے اور اس لائق ہے کہ اس کے بارے میں علمی اور سائنسی مفروضے قائم کیے جائیں۔

اب اگر ارادہ اور اس کے عوامل علم الٰہی میں پہلے سے مقدر، معلوم اور طے شدہ ہیں تو ضروری ہے کہ ان میں لزوم، التزام اور تعلیل و تسبّب کی کارفرمائیوں کو تسلیم کیا جائے ورنہ اس سے علم الٰہی معترض نہیں ہو جائے گا اور لزوم کو ماننے کے معنی ایک طرح کے جبر کو تسلیم کرنے کے ہیں۔

بظاہر اس انداز استدلال میں خاصی جان اور وزن پایا جاتا ہے، لیکن اس میں

Marfat.com

دو واضح گھپلے ہیں:۔

۱۔ ارادے کو، جو اپنے مزاج اور طریق کار کے اعتبار سے ایک طرح کی حُریّت فکر
آزادی اور اختراع یا بہل کاری کا وصف لیے ہوئے ہے۔ محض اس لیے جبر و اضطرار
کا مظہر فرض کر لیا گیا ہے کہ یہ بہرحال علم الٰہی کے دائرے میں آتا ہے۔ اس طرح
بجائے اس کے کہ اس کی فطرت و ماہیت پر مفروضی طور سے غور کیا جاتا، کیا یہ گیا ہے
کہ اس کو خواہ مخواہ مابعد الطبیعی مسائل کے دائرے میں رکھ دیا گیا۔ ظاہر ہے تحقیق کا
یہ اسلوب صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ سوال یہ ہے کہ فرض کیجیے ایک شخص سرے سے خدا کو ہی
نہیں مانتا تو اس صورت میں کیا دلیل کا، یہ انداز مثبت یا کافی قرار دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اس اسلوب استدلال میں بنیادی خامی یہ ہے کہ اس میں علم الٰہی کو انسانی علم
پر قیاس کیا گیا ہے حالانکہ ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ صحیح ہے کہ جہاں تک
حضرت انسان کی مجبوریوں کا تعلق ہے یہ واقعی کسی بھی شئے کو قاعدہ و ضابطہ یا علّت و معلول
کے حوالوں کے بغیر نہیں سمجھ سکتا۔ مگر یہ کیا ضرور ہے کہ جس ذات گرامی نے کائنات کے
اس پورے نظام کو پیدا کیا ہے وہ بھی ان محدود اور مادی رشتوں کی محتاج ہو اور اس
وقت تک ارادہ و فعل کی جنبشوں کو اپنے دائرہ علم میں نہ لا سکے جب تک کہ ان میں
لزوم و التزام کی منّت پذیریوں کو تسلیم نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود ہے، تخلیقی
ہے اور وجود کی ہر سطح کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ان اشیاء کو بھی جانتا ہے جن میں
علّت و معلول کا رشتہ ہے اور ان اعمال پر بھی حاوی ہے جو تعلیل کے اس دائرے میں
داخل نہیں۔

دوسرا خانہ، جس سے ارادے کے جبر و اضطرار کا پہلو واضح ہوتا ہے، نفسیات
کا ہے یہ علم نسبتاً نیا ہے۔ اس کا موضوع یہ ہے کہ ذہن انسانی کے طریق کار اور محرکات
و عوامل پر روشنی ڈالی جائے۔ اس کی اشاعت و فروغ سے تعلیم و تربیت سے کچھ نئے
پہلو فکر و نظر کے سامنے آئے ہیں۔ اسی طرح اس کی بدولت ذہنی الجھنوں کو حل کرنے
میں بہت مدد ملی ہے۔

Marfat.com

اس میں منطقی تضاد یہ رونما ہے کہ اس کے مطالعہ و تحقیق کے سلسلہ میں ذہن انسانی کو بیک وقت معروضیت اور موضوعیت کا دوہرا کردار ادا کرنا پڑتا ہے ۔ یعنی جس ذہن کو تحقیق و مطالعہ کے نتائج مرتب کرنا ہے وہ ذہن پہلے سے داخلی و خارجی عوامل سے متاثر ہے۔ اس صورت میں فیصلہ ہو تو کیونکر؟ قانون کی اصطلاح میں اس صورت حال کو ہم یوں ادا کر سکتے ہیں کہ ایک ہی شخص کرسئ عدالت پر بھی بیٹھا ہے اور مجرموں کے کٹھرے میں بھی کھڑا ہے۔ کون کہ سکتا ہے کہ ان میں کون قاضی ہے اور کون ملزم یا مجرم ...... اور اس طرح یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ تحقیق و تفحص کے بعد جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ کس ذہن کے ہیں ——— غیر جانبدار اور در پئے تحقیق ذہن کے یا اس ذہن کے جو جانبدار اور متاثر ہے ؟

ارسطو نے انسان کی یہ تعریف کی تھی کہ یہ حیوان عاقل ہے ، یعنی ایسا ذی حیات ہے جو سوچتا ، سمجھتا اور اپنے بھلے اور بُرے میں امتیاز روا رکھتا ہے۔

ڈیکارٹ نے کائنات کے وجود و تحقق کو یہ کہہ کر ثابت کیا تھا کہ چونکہ میں فکر و تعقل سے کام لیتا ہوں ، اس لیے موجود ہوں اور چونکہ میں موجود ہوں ، اس لیے میرے گرد و پیش کی وہ چیزیں بھی وجود و تحقق سے بہرہ ور ہیں جو میرے دائرہ فکر و احساس کی گرفت میں آتی ہیں۔ نفسیات نے سوچ سمجھ ، اور فکر و شعور کے اس عمل کو ، جو خالص انسانی اور تجدید و اختراع کے انسانی وصف پر مشتمل عمل تھا ، کل پرزوں کے عمل سے بدل دیا۔ اس علم کے ماہرین نے پہلے تو ذہن کو شعور و لاشعور کے دو خانوں میں تقسیم کیا اور یہ بھی کہا کہ شعور کا اپنا کوئی تخلیقی وجود ہی نہیں۔ یہ جو کچھ بھی ہے ، لاشعور ہی کا نتیجہ ہے کیونکہ شعور کے کارخانے میں جو چیز بھی تیار ہوتی ہے اس کا تانا بانا لاشعور ہی مہیا کرتا ہے۔ لہٰذا وہ ارادہ جو لاشعور کے سانچے سے ڈھل کر نکلا ہے آزاد یا مختار نہیں ہو سکتا۔

سلو کی اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارے ذہن کا دقیق سے دقیق خیال بھی ان محرکات کے ردعمل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا جو اس کے داخل یا خارج میں کارفرما رہتے ہیں اور یہ ردعمل ان کے نزدیک نالصا حیاتیاتی

ہے، یعنی جس طرح ہم جسم و حیات کے تقاضوں سے مجبور ہو کر کھاتے پیتے اور کوئی
نگلتے اور اُگلتے ہیں، ٹھیک اسی طرح ہم سوچتے ہیں اور غور و فکر کرتے ہیں اور فکر و تد
کے وہ شاہکار جنہیں ہم غیر مادی اور روحانی اور لطیف قرار دیتے ہیں، ذہن کا محض
فضلہ ہیں، جس کو حیاتیاتی عمل ذہن سے باہر پھینک دیتا ہے۔

انسانی فکر و تعقّل کی نسبت ماہرین سائنس کا موقف یہ ہے کہ جس طرح یہ مادی دنیا
علت و معلول کے زندان میں محبوس ہے اسی طرح خیالات و افکار اور ارادہ بھی اپنی
جنبش و حرکت میں آزاد نہیں۔

اس کا تعلّق بھی عوامل و اسباب کے ایک طویل اور غیر محسوس تسلسل سے ہے جس کی
تمام کڑیاں ہمارے سامنے نہیں۔ ہم صرف تسلسل کے اس حصے سے آگاہ ہیں جو بظاہر
ذہن کی سطح پر اچانک اُبھرتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور ہم ان عوامل و اسباب سے ناواقف
ہونے کی وجہ سے جن کے نتیجے میں ارادہ معرض وجود میں آتا ہے اُس کو آزاد، خود بخود
پیدا ہونے والا اور مختار قرار دے رہے ہیں حالانکہ اس کو پیدا کرنے میں توارث، مزاج،
تعلیم اور معاشرے میں خوب و خاص کے مروّجہ پیمانوں کا اچھا خاصا دخل ہے۔ مزید برآں
اس پوری کائنات میں علّت و معلول کی کارفرمائی عام ہے اس لیے ذہن و قلب کے
واردات بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ عالم کی یکسانی اور ہم آہنگی ایک ایسا قانون
ہے جو شعور و لاشعور اور مادہ و ذہن دونوں کو محیط ہے 27774

اصولی غلطی: نفسیات اور سائنس کے اسلوب استدلال میں اصولی غلطی یہ
پائی جاتی ہے کہ دونوں کی نظر عملیہ پر ہے نتیجے پر نہیں۔ سوال یہ نہیں کہ ارادہ جبر و
اضطرار کے کن مرحلوں سے گزرا ہے؟ سوال یہ بھی نہیں کہ کن کن اسباب و عوامل
نے اسے متاثّر کیا ہے؟ سوال صرف یہ ہے کہ ارادہ فی نفسہ کیا ہے اور اس میں جو
تغیّر رونما ہوا ہے وہ تغیّر درجے کا ہے یا نوعیّت کا؟ مانا کہ اسے لاشعور سے بہت
کچھ ملا ہے،

یہ بھی تسلیم کہ مزاج، تعلیم اور معاشرے میں مروّجہ پیمانے اس کو برابر متاثّر کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ آخر آخر میں یہ وجود کا جو اسلوب اختیار کرتا ہے اس میں تخلیقی صلاحیتیں ابھر آتی ہیں، اس میں تجدید و اختراع کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں اور اس میں پہل کاری کی وہ خوبی دمک اٹھتی ہے جس کی وجہ سے اس لائق ہوتا ہے کہ علوم و فنون کی طرفہ طرازیوں کی تخلیق کر سکے، زندگی کے نقشوں کو ترتیب دے سکے اور تہذیب و تمدّن کے کاخ ہائے بلند کی تعمیر کر سکے۔ ذہن انسانی کے بارے میں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ محض مجہول منفعل اور تاثّر پذیر آلے کا نام ہے۔ ذہن فعال بیدار اور چوکس ہے اور غور و فکر کرنے والے اسے "ایغو" سے تعبیر کرتے ہیں، جس کے اندر ایک مصوّر، ایک فلسفی اور ایک خلّاق چھپا بیٹھا ہے جو اپنے ارتقائی مراحل میں اگرچہ اسباب و علل سے استفادہ کرتا ہے مگر اس کا اپنا عمل تخلیق کم زور نہیں پڑتا بلکہ اس میں ان اسباب و عوامل سے اور غنا اور تابش پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا اسباب و ذرائع کے اس چکر سے نکل کر جس ارادے نے سطح وجود پر قدم رکھا ہے وہ اپنے ماضی سے بالکل مختلف اور یکسر نیا ظہور ہے۔ قرآن حکیم نے اسی حقیقت کو اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان کیا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (۲۳: ۱۲-۱۴)

ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا اور پھر اس کو موزوں اور مضبوط جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر ہم نے اس کو ایک بالکل ہی نئے پیکر میں ڈھال دیا۔ سو اللہ جو بڑا بابرکت اور بہترین خالق ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ (۳۲: ۹)

پھر انسانی ساخت کو ٹھیک ٹھاک کیا اور پھر اس میں اپنی روح پھونکی۔

Marfat.com

یعنی یہ انسان، جو ارتقا کے مختلف مراحل سے گذرا ہے، اب ایک نئی مخلوق
بن کر ظہور رہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ
تخلیق و آفرینش اور تجدید و اختراع کی صلاحیتوں کو جلا دی ہے اور یہ اس لائق ہوا ہے
کہ اختیار کی ذمہ داریوں کو ہنسی خوشی ادا کر سکے۔

جبر و اختیار کے مسئلے سے تعرض کرنے میں مذہب نے بالعموم اور اسلام نے
بالخصوص ایسا پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے جس میں مسئلے کے دونوں رخ سامنے آتے
ہیں اختیار بھی اور جبر و اضطرار بھی ——— اور اس کی وجہ سیاق و سباق کا اختلاف
ہے۔ کہیں تو سیاق و سباق کے تقاضوں نے ایسا انداز اختیار کیا ہے جس سے اختیار
راجح معلوم ہوتا ہے اور کہیں سیاق و سباق سے جبر و اضطرار کی تائید کا پہلو نکلتا ہے۔
اس صورت میں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس مسئلے میں محکمات کس حقیقت پر دلالت کناں ہیں۔
متشابہات سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔ محکمات سے معلوم ہوگا کہ اسلام کا پیغام کیا ہے،
اس کی غرض و غایت کیا ہے، اور ان کو ماننے کا انسان کس حد تک مکلّف ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے کہ ہدایت و ضلالت کی سرحدیں واضح ہیں اور خیر و شر اور
علم و جہل میں فرق و امتیاز کی لکیریں نمایاں ہیں۔ انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے لیے
جس راہ کو چاہے چن لے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (۱۸/۲۹)

کہ دیجیے کہ قرآن کی یہ دعوت حق و صداقت پر مبنی ہے۔ سو جو چاہے مانے اور
جو نہ چاہے نہ مانے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (۵/۱۰۰)

کہ دیجیے کہ ناپاک اور پاکیزہ چیزوں کا حکم یکساں نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ

Marfat.com

كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ط هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (۱۱/۲۴)

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی کیے اور اپنے پروردگار کے آگے سرِ تسلیم خم بھی کیا، جنت انہی کی ہے۔ کافر و مومن کی مثال جیسے ایک اندھا اور بہرہ اور بینا اور سننے والا ہو۔ بھلا دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟

یہ اور اس نوع کی بیسیوں آیتیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان و عمل کے نظام کو اختیار یا مسترد کر دینے کے بارے میں انسان کو مختار ٹھہرایا گیا ہے۔ دراصل مذہب سے متعلق اختیار کا مسئلہ اصول موضوعہ کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی مذہب و دین کی اساس ہی اس عقیدے پر استوار ہے کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے، ورنہ اس تکلف کی سرے سے ضرورت ہی نہیں رہتی کہ انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جائے جب کہ یہ پہلے سے معلوم ہے کہ ہوگا وہی جو مقدّر ہے اور جو پہلے سے طے شدہ ہے۔

جبر و اختیار کے اشکال میں سب سے بڑا گھپلا یہ ہے کہ ان دونوں کو خواہ مخواہ ایک دوسرے کا حریف اور نقیض فرض کر لیا گیا ہے حالانکہ یہ دونوں زندگی کے دو پہلو ہیں اور دونوں مل کر زندگی کو آگے بڑھانے اور تکمیل و ارتقاء کی نعمت سے بہرہ مند کرتے ہیں، کیونکہ انسان نہ کلیۃً مختار ہے اور نہ کلیۃً مجبور ہو سکتا ہے کہ وہ ایک غریب اور جاہل گھرانے میں پیدا ہو — یہ اس کی مجبوری ہے۔ اختیار یہ ہے کہ وہ اپنی کوشش اور جد و جہد سے غربت و جہل کی ان زنجیروں کے خلاف جہاد کرے ہو سکتا ہے غصہ، نادانی اور تعصب اسے ورثے میں ملا ہو۔ اختیار کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی ان عادات کی اصلاح کرے۔ اسی طرح معاشرے اور ماحول کی کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج یا اصلاح نہ ہو سکے۔ سوال یہ نہیں کہ آپ کس حد تک جبر و اضطرار کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ ان مجبوریوں کے ازالے

Marfat.com

کے لیے بحیثیت ایک عقلمند انسان کے آپ کے فرائض کیا ہیں؟ کردار و سیرت کی تشکیل صرف اختیار ہی سے نہیں ہوتی۔ اس میں جبر و اضطرار کا بھی حصہ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ جبر کو اختیار کے سانچوں میں ڈھالیں۔ اور نیکی کو اس طرح اپنائیں اور اختیار کریں کہ گویا نیکی کرنے پر آپ مجبور ہیں۔ یہی زندگی ہے اور یہی اخلاق اور سیرت بھی۔

خواجہ غلام احمد صاحب کا ذاتی رجحان جبر و اضطرار کی طرف ہے اور انہوں نے نہایت محنت، سلیقے اور ترتیب کے ساتھ ان تمام آیات کو یکجا کر دیا ہے جن سے جبر و اضطرار کا اثبات ہوتا ہے۔ لیکن ہم اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں کہ خواجہ صاحب جبر و اضطرار کے اس فلسفیانہ اور سائنسی تصوّر کے قائل ہیں جس سے تکلیف اور ذمہ داری کے تمام بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ اُن کا جبر مردِ مومن کا جبر ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ اس صوفی کا جبر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے ہمارے لیے جو کچھ بھی پسند فرمایا ہے وہی بہتر ہے کیونکہ وہ ذاتِ گرامی حسن و خوبی کے صفاتِ کمال سے اس طرح متّصف ہے کہ اس سے صادر ہونے والی کوئی بھی شے ناخوب یا زشت نہیں ہوسکتی۔ اس جبر کے معنی اس سے زیادہ نہیں کہ خدا کی دی ہوئی ہر چیز یہاں تک کہ محرومی و ناکامی کو بھی نہ صرف برداشت کرے بلکہ اس پر خوش ہو کہ محبوب اس کی طرف ملتفت تو ہے۔ قلب و ذہن کی اس کیفیت کا مفہوم رضائے الٰہی کے سانچوں میں اس طرح ڈھل جاتا ہے کہ اس کے کسی بھی فیصلے سے چاہے وہ کتنا ہی صبر آزما ہو جبین پر شکن نہیں آنے پاتی۔ امید ہے قارئین کرام اس کتاب کا مطالعہ اسی روشنی میں کریں گے۔

محمد حنیف ندوی

ادارہ ثقافت اسلامیہ،
کلب روڈ ـــــ لاہور

نوشتۂ تقدیر

آسمان اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۳/۱۸۰)

جو کچھ ارض و سما میں ہے، خوشی یا ناخوشی سے، اُسی کا حکم بردار اور تابعِ فرمان ہے۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا (۳/۸۳)

حکم اُس کا ہے اور شاہی و کبریائی اُس کی ہے

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (۲/۱۱۶)

کائنات کا ذرّہ ذرّہ زندانیٔ تقدیر ہے۔ امرِ الٰہی ازل سے مقرر شدہ ہے۔

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا (۳۳/۳۸)

اور اُسے ہو کر رہنا ہے۔ اُس کے حکم کے بغیر ایک پتّا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔[1]

---

[1] ہل سکتا نہیں پتّا بغیر اُس کی رضا کے
اور انسان گنہگار رہے، معلوم نہیں کیوں؟

اُس نے ہر دانہ کو جو زمین کی تاریکیوں میں گرتا ہے اور ہر خشک وتر کو کتابِ مُبین میں شمار کر رکھا ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶/۵۹)

ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے۔

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (۵۴/۳۵)

اس پر بھی پابند اور مجبور انسان اپنے آپ کو آزاد اور مُختار سمجھتا ہے۔ یہ کتنا بڑا فریب ہے جس میں ہمارے نفس نے ہمیں مُبتلا کر دیا ہے۔ سوچیں تو ہماری پسند کیا ہے اور ہمارا زور کیا ہے۔ نہ زیست ہمارے بس کی بات ہے، نہ ہم مرگ پر اختیار رکھتے ہیں ؎

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

مَوت اور حیات کو خدائے حکیم و قدیر نے پیدا کیا۔

قَدِيْرُنِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ (۶۷/۱-۲)

وہی ہر شئے پر قادر ہے۔ جسے چاہتا ہے، عالمِ وجود میں لاتا ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۵/۱۷)

اور جسے چاہتا ہے، نیست کر دیتا ہے۔ مَوت ناگزیر ہے۔ ہر شخص کو یہ جامِ تلخ پینا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (۳/۱۸۵)

اُس نے کسی بشر کو حیاتِ جاوداں عطا نہیں کی۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (۲۱/۳۴)

اور موت کو ہم سب کے لیے مُقدّر کر دیا ہے۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ (۵۶/۶۰)

Marfat.com

خالقِ عالَم نے اِس خاک کے پُتلے کی آفرینش سے پہلے اِس کی اجل کا ایک وقت ٹھہرا دیا اور زیست کی میعاد مقرر کر دی۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا (۶/۲)

کوئی مُتنفّس بغیر حُکمِ خدا مر نہیں سکتا۔ اجل کی گھڑی لکھی ہوئی ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا (۳/۱۴۵)

کوئی اُس وقتِ مُعیّن سے نہ ایک ساعت پہلے دُنیا کے مسافر خانے سے کُوچ کر سکتا ہے، نہ ایک گھڑی بعد۔

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (۷/۳۴)

کسی جان کو جب اُس کا وقت آ جاتا ہے، ہرگز مُہلت نہیں مِلتی، نہ اُس کی اجل میں تاخیر ہوتی ہے۔

وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا (۶۳/۱۱)

مرگ سے ہم بھاگ نہیں سکتے کہ کہیں اپنی جانوں کو چھپا کر بیٹھ رہیں۔ اگر ہم مضبوط بُرجوں اور قلعوں میں محفوظ ہوں گے تو وہاں بھی موت ہمیں آ لے گی۔

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (۴/۷۸)

کُفّار بھی ایسا ہی گمان کرتے تھے کہ اُن کے مُحکم اور اُستوار قلعے اُن کو بچا لیں گے، لیکن اللہ اُن پر ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے اُس کے آنے کا انہیں خواب و خیال بھی نہ تھا۔

وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا (۵۹/۲)

یُوں اُن کا وہم و گمان انہیں بچا نہ سکا اور اب بھی اگر کسی کو یہ زعمِ باطل

بیگم محمد حنیف ندوی

ہے کہ مجھے اپنے مرنے اور جینے پر اختیار ہے تو وہ موت کو کم از کم اپنی ہی جان سے تو ہٹالے۔

فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳/۱۶۸)

ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کل اُس پر کیا گزرے گی۔

مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا (۳۱/۳۴)

اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مدفون ہوگا۔ صرف اللہ کی ذات علیم وخبیر ہے۔

مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۳۱/۳۴)

جنہیں بستر پر ایڑیاں رگڑ کر مرنا ہے، وہ وہیں مریں گے۔ کچھ ایسے بھی ہونگے جو اچانک حادثہ کے باعث جان دیں گے اور جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا ہے وہ اپنے گھروں سے خود ہی اپنے مقتل کی طرف نکل آئیں گے۔

لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (۳/۱۵۴)

عُمر کی کمی اور بیشی ہمارے بس کی بات نہیں، سراسر خُدا کے اختیار میں ہے ؎

رَو میں ہے رخشِ عُمر، کہاں دیکھیئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں

ملہ ؎ چوں قضا آید، نماند فہم ورائے — کس نمی داند قضا را جز خُدائے
چوں قضا آید، فرو پوشد بصر — تا نداند عقل ما پا را ز سر
چوں قضا آید، طبیب ابلہ شود — واں دوا در نفعِ خود گمراہ شود
با قضا پنجہ مزن اے تُند و تیز
تا قضا با تُو نگیرد ہم ستیز!

کبھی تو پھل پک کر زندگی کے درخت سے ٹپکتا ہے اور کبھی شاخِ نورس سے غنچۂ ناشگفتہ ہی ٹوٹ پڑتا ہے۔ کوئی عمرِ ارذل تک پہنچتا ہے اور کوئی جوانی کی بہار بھی نہیں دیکھ پاتا لیکن جو کوئی عمرِ دراز پاتا ہے یا جس قدر کسی کی عمر میں کمی ہوتی ہے، خُدا نے اُسے پہلے ہی کتابِ تقدیر میں شمار کر رکھا ہے۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ (۳۵/۱۱)

متاعِ حیات اور طُولِ عمر اُس کی بخشش ہے۔ جنہیں اُس نے برومند کیا، ان کے باپ دادوں کو مُستفید کرنا چاہا، اُن کی عمریں دراز کر دیں۔

مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (۲۱/۴۴)

پھر کیا روزی کی افزونی اور رزق میں وسعت و فراخی ہماری عقل و دانش کی رہینِ مِنّت یا ہماری محنت اور کوشش کی احسان مند ہے؛ وہ نادان کو اس طرح روزی پہنچاتا ہے کہ صاحبِ دانش مُنہ دیکھتا اور ہاتھ مَلتا رہ جاتا ہے۔ ایک سعی کرتا ہے اور نہیں پاتا اور ایک کو جِدّ و جہد کے بغیر ملتا ہے ؎

نفزُوده بر رسُومِ مقدّر بجُہدِ سعی
وز معصیت نکاسته رزقِ کفیلِ ما

اُس نے دُنیا کی زندگی میں ہماری معیشت روزِ ازل سے تقسیم کر رکھی ہے۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (۴۳/۳۲)

بخت و دولت بہ کاردانی نیست
جز بہ تائیدِ آسمانی نیست؛

اُس کی رضا کے بغیر کوئی کسی سے لے نہیں سکتا اور اُس کی توفیق کے سوا دینے والا کسی کو کچھ دے نہیں سکتا۔ رزق اور قُوت، اَموال اور اَولاد میں ہم اپنے نصیب سے بہرہ اندوز ہوں گے اور ہم سے اگلے اپنے نصیب کا فائدہ اُٹھا گئے۔ ہر ایک کا مقدّر جدا ہے۔

Marfat.com

فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِکُمْ کَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ (۹/۶۹)۔
ہمیں فقط وہی پہنچے گا جو خدا نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے۔

لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا (۹/۵۱)

زمین پر کوئی چلنے والا نہیں، جس کا رزق اُس نے اپنے ذمے نہ لیا ہو۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (۱۱/۶)

گر رخشِ تیز گامی وگر مورِ سست پا
با تو ہر آنچہ رزقِ کفیل است، می رسد

اور بسا اوقات اس کا دستِ غیب ہمیں وہاں سے رزق پہنچاتا ہے، جہاں ہمیں اُس کے حصول کا گمان بھی نہ ہو۔

وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (۶۵/۳)

البتہ اُس نے ہم میں سے بعض کو دوسروں پر روزی میں فضیلت دی ہے۔

وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ (۱۶/۷۱)

کوئی چیز نہیں، جس کے خزانے اُس کے پاس نہ ہوں مگر وہ اُسے اپنے مُقرر کیے ہوئے اندازے کے مطابق نازل کرتا ہے، کسی کو کم اور کسی کو بیش۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۱۵/۲۱)

رزق کی کشائش اور فراوانی اور اس کا سمٹنا اور تنگ ہونا اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ (۲/۲۴۵)

ہمچو تسبیح رشتۂ تقدیر
جامعِ رزقِ دانہ دانۂ ماست

وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے، رزق بے حساب عطا فرمائے اور جسے چاہے، ماپ تول کر دے۔ زمین اور آسمان کی کنجیاں اُس کے پاس ہیں۔

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ

Marfat.com

وَیَقْدِرُ (۴۲/۲۲)

۵ آں یکے را گنج ونعمت می دہد   دیگرے را رنج وزحمت می دہد
آں یکے را زر دو صد ہمیاں دہد   دیگرے در حسرتِ ناں جاں دہد
آں یکے پوشیدہ سنجاب وسمور
دیگرے خُفتہ برہنہ بر تنُّورہ

اُس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں۔ بھلا وہ کون ہے کہ اگر خدا اپنا رزق روک لے تو ہمیں رزق دے سکے۔

اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَہٗ (۶۷/۲۱)

اور رزق کے وافر اور کثیر ہوتے ہُوئے بھی حُکمِ خدا کے بغیر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ انسان کے سامنے انواع و اقسام کے ماکُولات، پھل اور شیرینیاں رکھی ہیں، مگر خرابیٔ صحت کے باعث یا کسی اور سبب سے وہ اُن کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ گویا اُسے اِذنِ طعام نہیں۔ اجازت نہیں ہے کہ مُنہ میں ایک نوالہ ڈال سکے ۵

از دہاں لُقمہ نہ شُد سُوئے گلُو
تا نگوید لُقمہ را حق کادخلُو

اور کیا شان وشوکت یا عزّت وآبرو ہمارے اختیار کی بات ہے؟ کلامِ خدا، ہمارا ذاتی مشاہدہ اور حقائق عالم اس کی تائید نہیں کرتے۔ کون ہے جسے تمنّائے سروری حُبِّ مال وجاہ اور آرزوئے عزّت واقبال نہیں حیاتِ دنیا کے طالب تو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ جو قارون کو ملا تھا۔ کاش وہ ہمیں بھی مل جائے اور کس حسرت سے کہتے بول ہائے اس کی قسمت کتنی عظیم تھی۔

قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ

قَارُوْنَ اِنَّہٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (۷۹/۲۸)

بزرگی اور برتری عزّت اور حشمت خدائے قادر وقیّوم کو ہی زیب دیتی ہے۔

Marfat.com

زمین اُس کی ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ (۷/۱۲۸)

اور مُلک اُس کا ہے۔ وہ اپنی زمین اور اپنا مُلک جس کو چاہے، دے۔

وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ (۲/۲۴۷)

بے شک وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اپنی زمین کا وارث کر دیتا ہے۔

یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ (۷/۱۲۸)

وہ جسے چاہے، حکومت اور سلطنت عطا فرمائے اور جس سے چاہے، حکومت اور سلطنت، قدرت اور اختیار چھین لے۔

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (۳/۲۶)

تمام عزّت اور سربلندی اُس کے لیے ہے۔

فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (۴/۱۳۹)

وہ جس کو چاہے، رفعت و سرفرازی بخشے اور اُس کے درجے بلند کرے۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ (۶/۸۳)

جسے چاہے مُکرم اور محترم اور جسے چاہے، ذلیل و رُسوا کر دے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (۳/۲۶)

اور جسے وہ ذلیل کرے، اُسے کوئی عزّت دینے والا نہیں۔

وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ (۲۲/۱۸)

اُس نے اولادِ آدم کو مکرمت اور وقار بخشا۔

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (۱۷)

اور اسے اچھی سے اچھی صورت پر خلق کیا۔ پھر اُسی نے اسے پست اور فرومایا بنا کر سب سے نیچے پھینک دیا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ

Marfat.com

سٰفِلِیْنَ (۹۵/۴-۵)

وہ صاحبِ فضل عمیم ہے۔

وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۳/۷۴)

فضل اُس کے ہاتھ میں ہے اور جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (۳/۷۳)

وہ جسے چاہے اپنے کرم سے نوازے اور رحمتوں سے مخصوص کرے۔

یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (۳/۷۴)

وہ بابِ رحمت کو کھول دے تو کوئی اُسے روکنے اور درِ رحمت کو بند کرنے والا نہیں اور جو وہ اُسے بند کر دے تو اُس کے سوا کوئی کھولنے والا نہیں۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ (۳۵/۲)

فتح اور شکست، کامیابیاں اور ناکامیاں سب اللہ کی طرف سے ہیں۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (۸/۱۰)

وہ اپنی نصرت سے جس کی چاہے تائید کرتا اور اُسے تقویت بخشتا ہے۔

وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (۳/۱۳)

اگر وہ ہماری مدد کرے تو کوئی ہم پر غالب نہ آ سکے گا اور اگر وہ ہمارے حال پر ہمیں چھوڑ دے تو پھر ہماری نصرت اور حمایت کرنے والا کون ہے؟

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ (۳/۱۶۰)

وہ اپنے بندوں کے حق میں پہلے ہی سے اپنا فیصلہ اور واضح و صریح حکم صادر کر چکا ہے کہ اُن کو بہر صورت نصرت دی جائے گی، وہی غلبہ حاصل کریں گے اور فتح یاب ہوں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝

Marfat.com

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۳۷/۱۷۱-۱۷۳)

بارہا ایسا ہوا ہے کہ ناتوانوں نے اُس سے قدرت اور توانائی پائی اور چھوٹی جماعت اُس کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آئی۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲/۲۴۹)

لیکن اُس کی رضا نہ ہو تو ہماری جمعیت ہمارے کچھ کام نہ آسکے گی۔ اگرچہ ہم تعداد میں کثیر ہی کیوں نہ ہوں۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ (۸/۱۹)

جنگِ حُنین کے دن ہم اپنی کثرتِ تعداد پر کس قدر نازاں تھے مگر وہ کثرت ہمارے کسی کام نہ آئی اللہ کی یہ وسیع و عریض زمین۔

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ (۳۹/۱۰)

اپنی فراخی کے باوجود ہم پر تنگ ہوگئی اور ہم پُشت دکھا کر بھاگے۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (۹/۲۵)

متاعِ دنیا کی بہرہ مندی، اموال کی کثرت اور ایک دوسرے پر تفوّق و برتری سراسر خداوندِ کریم کی جُود و عطا اور بخشش و انعام ہے۔ اِن کا حصول ہمارے زورِ بازو پر موقوف نہیں، نہ ہماری قوّت و استعداد کا اس میں دخل ہے۔ وہ چاہے تو اپنے فضل سے ہمیں تونگر اور غنی کردے۔

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ (۹/۲۸)

علم کی دولت وہ عطا کرتا ہے، عرفان وہ بخشتا ہے اور ہم صرف اُسی قدر جانتے ہیں جو وہ ہمیں سکھلاتا ہے۔ علیم و حکیم تو اُسی کی ذات ہے۔

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۲/۳۲)

اُس نے خُوب کہا تھا کہ مخلوق کی حدِ نگاہ محدود اور اُس کی نہایتِ علم قلیل ہے اور حکمتوں اور مصلحتوں کا جاننے والا تو ہیں ہوں۔

Marfat.com

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۲/۳۰)

اور بشر کو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے۔

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۱۷/۸۵)

حکمت بڑی خوبی ہے لیکن یہ کسی کا اجارہ نہیں اور فقط اسے نصیب ہوتی ہے، جسے وہ خود عطا کرے۔

یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (۲/۲۶۹)

اُس نے زمین کو پستی اور آسمان کو رفعت بخشی۔ اُس نے قامت کی بلندی اور قد کی درازی پیدا کی۔ جس کی بدولت پہاڑ اور درخت، عمارتیں اور انسان رفیع و بلند ہوئے۔ اُس نے رنگ خلق کیے، جن سے بشر کے رُخ صاف و سادہ پُر حُسن کا غازہ مَل دیا اور یہ سُرخ و سفید یا صبیح و ملیح ہو گیا اور اُسی نے کائنات کی ہر شے میں رنگینی و رعنائی کُوٹ کُوٹ کر بھر دی۔ رنگ رُوپ، خد و خال اور حُسن و جمال وہ بخشتا ہے۔ وہی قطرۂ آب پر نقش و نگار اور ماں کے پیٹ میں ہماری تصویر کشی کرتا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ (۳/۶)

اُس نے کسی کو گورا بنایا اور کسی کو کالا۔ کوئی پست قامت ہے اور کسی کا بُوٹا سا قد ہے۔ کوئی ایسا وجیہہ اور مُتناسبُ الاعضا کہ گویا سانچے میں ڈھلا ہے یا مُنہ بولتی مُورت ہے کوئی سادہ صُورت بلکہ بھونڈا اور بدنما ہے۔ یہ صباحت اور ملاحت، دل کشی اور نظر فریبی یا کراہت اور ناپسندی۔ رنگوں کا تنوّع اور بولیوں کا اختلاف اُسی کی کرشمہ سازی اور طُرفہ طرازی ہے۔

خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (۳۰/۲۲)

دولت اور عزت، علم اور حکمت، شکل اور صُورت کی طرح اولاد بھی اُسی کا دین ہے وہ جسے چاہے، بیٹیاں بخشے اور جسے چاہے، بیٹے دے یا اُنہیں بیٹے اور بیٹیاں

Marfat.com

دونوں عطا کرے یا دونوں ہی سے محروم رکھے اور بدنصیب والدین اولاد کے منہ کو ترسا کریں۔

یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (۴۲/۴۹-۵۰)

یا جنہیں اولاد کی نعمتِ بے بہا نصیب ہو، اُنہیں خدا تربیتِ اولاد کی مقدرت نہ دے۔ اُن افلاس زدوں کی گرہ میں مال نہ ہو کہ اولاد پر صرف کر سکیں۔ اس کے برعکس جن آسودہ اور مرفہ الحال لوگوں کے پاس اموالِ وافر و کثیر ہیں۔ اُن کی دولت کو حاصل کرنے والا کوئی جائز وارث نہ ہو اور یوں صاحبِ اولاد اور بے اولاد ہر دو یاس و حرماں کا مرقع اور محرومی و نومیدی کی تصویر بنے رہیں۔ یا پھر عزت اور دولت غلبہ اور اولاد ہر چیز سے خدائے عزیز و قدیر اُن کے دامانِ آرزو کو بھر دے۔

اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا (۳۴/۳۵)

یا اگر والدین کو صاحبِ اولاد کرے تو اولاد کے سر سے والدین کے سایۂ عاطفت کو اُٹھا لے۔ وہ دردِ یتیمی سہا کریں اور اس آباد دُنیا میں کوئی نہ ہو جو اُن کا غم بانٹ لے یا اُن کی تکریم کر سکے۔

لَا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ (۸۹/۱۷)

یا اُن کا بارِ کفالت اُٹھائے بلکہ لوگ اُنہیں دھکے دیں۔

اَلَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ (۱۰۷/۲)

اور اُن کے ترکے کو سمیٹ سمیٹ کے کھا جائیں۔

تَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا (۸۹/۹۱)

خدا نے بعض مشرکینِ بدنصیب ایسے بھی پیدا کیے جو بخوفِ افلاس اولاد کو مار دیتے تھے حالانکہ حق تعالیٰ خود اُنہیں رزق دینے والا تھا۔

لَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ (۶/۱۵۱)

Marfat.com

اُن کے دلوں سے گویا مہرِ مادری اور شفقتِ پدری دُھل چکی تھی۔ وہ قسیُّ القلب قتلِ اَولاد پر دلیر ہوگئے اور اِس سفا کانہ فعل کو قابلِ تحسین اور مُوجبِ افتخار سمجھنے لگے۔

زَیَّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِھِمْ (۶/۱۳۷)

وہ پیدائشِ دُختر کی خبر سُنتے تو اُن کے منہ سیاہ ہو جاتے اور دل غمگین۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ (۱۶/۵۸)

اور اس خبر کو نحس اور مُوجبِ فضیحت سمجھ کر لوگوں سے جھینپتے اور چھپتے پھرتے اور اس فکر میں رہتے کہ بے عزّتی کو قبُول کر کے نَومولُود کو جیتا رہنے دیں یا اُسے مٹی میں دبا ڈالیں۔

اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ (۱۶/۵۹)

اور پھر انتہائی بے رحمی سے اپنی لڑکیوں کو زمین میں زندہ گاڑ دیتے تھے ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دُختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

یہ کتنا بُرا فیصلہ تھا جو وہ بیہودہ رسوم اور جھوٹی شرم کے مارے کیا کرتے تھے۔

سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ (۱۶/۵۹)

زیرِ زمین دفن کی جانے والی بچیوں سے حشر کے روز پوچھا جائے گا کہ آخر کس جرم کی پاداش میں وہ قتل کی گئی تھی۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (۸۱/۸-۹)

خدائے عادل نے توزن ومرد میں تفریق اور لڑکی لڑکے میں کوئی بُنیادی امتیاز نہیں رکھا۔ نہ تذکیر دلیل تعظیم ہے، نہ تانیث علامتِ تذلیل، بلکہ حقیقی عظمت اُن کے کردار اور ذاتی صلاحیتوں میں ہے۔ جیسی عمران کی بیٹی تھی، اُس ایسا بیٹا بھی تو مادرِ گیتی نے نہیں جنا۔

وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی (۳/۳۶)

پھر بیٹے کس طرح بیٹیوں سے فائق و برتر ہونے لگے اور بیٹیاں اُن کے مقابل میں کیونکر بے قدر، حقیر اور باعثِ ندامت و نحوست ٹھہریں کہ نادان اُن کا جیتا رہنا بھی گوارا نہ کر سکے۔ بے شک وہ خراب ہوئے، جنہوں نے حماقت اور جہالت سے اپنی اولاد کو قتل کیا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَھُمْ سَفَھًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (۶/۱۴۰)

لیکن اِس بات میں بھی مشیّتِ الٰہی کارفرما تھی! اگر خدا نہ چاہتا تو مشرکین کبھی قتلِ اولاد کے فعلِ شنیع کا ارتکاب نہ کرتے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا فَعَلُوْہُ (۶/۱۳۷)

اُس کی ذاتِ کریم چاہے تو اپنے مُنکرین کے گھروں کی چھتیں اور زینے جن سے وہ چڑھتے ہیں اور دروازے اور تخت، جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں، سب چاندی اور سونے کے بنا دے اور بڑے بڑے دین دار اور مومن اُس کی شانِ کریمی و بے نیازی دیکھ کر ششدر و حیران رہ جائیں۔

لَجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ وَزُخْرُفًا (۴۳/۳۳-۳۵)

اس کے برعکس وہ ہماری آزمائش یا تادیب و سرزنش کے لیے کبھی ہم پر خوف و ہراس اور ہیبت طاری کرتا، ہمیں بھوک کا عذاب دیتا اور جانوں، مالوں، میووں اور دیگر املاک و حاصلات کا نقصان کرتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ (۲/۱۵۵)

اور اُس کی طرف سے یہ آزمائش کچھ ہمیں سے مخصوص نہیں۔ ابتداء سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں بھی سختیوں اور تکلیفوں

نے گھیرا تھا اور وہ ہلائے گئے تھے۔

اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا (۲/۲۱۴)

اتلافِ جان اور نقصانِ مایہ، دُکھ اور صعوبتیں، بیماریاں اور لاچاریاں سب اُس کی طرف سے ہیں۔ وہ جب چاہتا ہے، ہم پر مشکل ڈال دیتا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ (۲/۲۲۰)

دُنیا میں مصائب اور آلام نہ تو ہمارے بُلائے سے آتے ہیں اور نہ ہمارے ٹالے ٹلتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہم پر گزرتی ہے، اُس کے حکم سے گزرتی ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۶۴/۱۱)

مصیبت مٹی میں سے نہیں اُگتی، نہ دُکھ زمین سے نکلتا ہے، لیکن یہ بشر کی مقتضائے آفرینش ہے۔ اِنسان محنت، سختی اور دُکھ کے لیے پیدا ہوا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (۹۰/۴)

ہم پر ہر بھلائی اور برائی، رحمت اور زحمت، رنج اور راحت اُس کی طرف سے آتی ہے۔

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (۳/۷)

جنگ اُحد میں دو فوجوں کے مقابلہ کے دن جو مصیبت مسلمانوں پر آئی۔ وہ اللہ کے حکم سے آئی تھی تاکہ وہ معلوم کرسکے کہ اس ابتلا میں ایمان دار کون ثابت ہوتے ہیں اور منافق کون۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا (۳/۱۶۶-۱۶۷)

ہماری جانوں پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آتی، جسے اُس نے ہمارے پیدا کرنے سے پہلے ہی نہ لکھ لیا ہو۔

وَمَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ

قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (۵۷/۲۲)

Marfat.com

"قرارِ حمل کے چالیس دن بعد جب بچہ رحمِ مادر میں ابھی مضغۂ لحم یا خُون کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے، خدا اُس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو منشائے ایزدی کے مطابق اُس کے لیے اُس کا رزق، اُس کی اجل، اُس کے مصائب اور اُس کی راحتیں، اُس کی شقاوت اور سعادت اور وہ اعمال جو اُس سے سرزد ہونے ہیں، لکھ دیتا ہے" (بخاری)

اور بروایت مُسلم اُس کی سماعت و بصارت، تذکیر و تانیث، عُمر اور یوم وفات کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتا ہے۔

ہمیں بہر حال وہی پہنچے گا، جو اُس نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے۔ وہ قضائے مبرم ہے، لازم اور ناگزیر ہے۔

لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا (۹/۵۱)

اور جس طرح راحت و آرام گریز پا ہیں، اُسی طرح کُلفتوں اور آلام کو بھی دوام نہیں۔ وہ دُکھ پانے والے کو سکھ بھی عطا کرتا ہے اور ایام کو آدمیوں کے درمیان پھیرتا رہتا ہے۔

وَتِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیۡنَ النَّاسِ (۳/۱۴۰)

گر رنج پیشت آید و گر راحت اے حکیم
نسبت مکن بہ غیر کہ اینہا خُدا کند

بیماری وہ بھیجتا ہے صحت اور تندرستی کی دَولتِ گراں بہا اُس سے دستیاب ہوتی ہے۔

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ (۲۶/۸۰)

مصائب میں گھرے ہوئے تنگ حوصلہ انسان کو برداشت کی قوّت اور صبر کی توفیق وہ دیتا ہے اور اُس کے سوا کوئی نہیں جو اسے بہ ہمّت و طاقت اور تسکین دے سکے۔

وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ (۱۶/۱۲۷)

وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے، وہی مارتا اور جِلاتا ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا (۵۳/۴۳-۴۴)

وہ ہمیں تکلیف دینا چاہے تو کون ہے جو اُس کی دی ہوئی تکلیف کو دُور کر لے اور وہ مائل بہ کرم ہو تو کسے قدرت ہے کہ اُس کی رحمت کو روک لے۔

اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ (۳۹/۳۸)

وہ ہمارا دوست ہو تو دشمن سے ہمیں کیا باک؟ اُس کے سوا زیاں رسانی کا کسے یارا ہے؟ ضرر پہنچانے والا ہاتھ اُس کے حکم کے بغیر ضرر پہنچا نہیں سکتا۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲/۱۰۲)

اور اللہ کا یہ کتنا بڑا انعام تھا کہ جب قوم قریش نے مومنوں پر دست درازی قصد کیا تو فی الحقیقت خدا نے اُن کے دست و بازو باندھ دیے ظلم کرنے الے ہاتھ اُن سے روک رکھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (۵/۱۱)

"اگر لوگ ہماری نفع رسانی پر مُتّفق ہو جائیں تو وہ سب مل کر بھی ہمیں کچھ نفع نہیں دے سکتے بجز اُس کے جو خدا نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر لوگ ہماری ضرر رسانی پر مُتّحد ہو جائیں تو وہ ہمارا کچھ زیاں نہیں کرسکتے، اُس کے سوا جو اُس نے پہلے ہی ہمارے لیے لکھ دیا ہے۔ اب لکھنے والے قلم مرفوع ہو گئے اور تقدیر کے نوشتوں کی سیاہی خشک ہو چکی۔ اِس کے بعد نہ تو کوئی بات نئے سرے سے لکھی جائیگی اور نہ کوئی تحریر مٹنے پائے گی۔"

اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰٓى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰٓى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ

قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ

"جو چیز مجھ سے چُوک گئی، وہ ہرگز مجھے مِلنے کی نہ تھی اور جو مجھے پہنچ گئی، وہ کبھی چُوکنے والی نہ تھی۔"

وَاعْلَمْ مَا اَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ (ترمذی)

وہ جو سحر کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم زن وشوہر میں افتراق پیدا کر کے اُن کی خانگی زندگی کو تباہ و برباد کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، مُدّعیانِ باطل ہیں اور اپنے جادُو سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے، البتہ اگر اللہ کا حکم ہو تو کوئی ضرر سے بچ نہیں سکتا۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲/۱۰۲)

اور جب حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو نظرِ بد سے بچانے کے خیال سے اُنہیں ہدایت کی تھی کہ ایک ساتھ نہیں بلکہ بتفریق مصر میں داخل ہونا، مُبادا کوئی نئی اُفتاد تم پر آپڑے تو یہ احتیاط اُنہیں خُدا کی تقدیر سے تو نہ بچا سکتی تھی، مگر یعقوبؑ کے دل کی ایک خواہش تھی، جو اُس نے پُوری کی۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا (۱۲/۶۸)

خُدا قوموں کو پھیلاتا بھی ہے اور انہیں سمیٹ بھی لیتا ہے۔ اُن کو عرُوج بھی دیتا ہے اور زوال بھی۔ اور جب وہ کسی قوم کو برائی پہنچانا چاہتا ہے تو کسی اور کی سعی و تدبیر اور کوشش و ہمّت سے وہ بُرائی اُس سے ٹل نہیں سکتی۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ (۱۳/۱۱)

جب وہ کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہاں کے دولت مندوں کو فِسق و فجُور، سرکشی اور نافرمانی کا حکم دیتا ہے۔ پھر اُنہیں اُکھاڑ پھینکتا ہے۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا ...... فَدَمَّرْنٰهَا

شَدِیۡدًا (۱۷/۱۴)

اللہ بہت سخت گیر ہے۔ اُس کی گرفت بڑی دردناک اور نہایت شدید ہے۔

اِنَّ اَخۡذَہٗۤ اَلِیۡمٌ شَدِیۡدٌ (۱۱/۱۰۲)

بعض بستیاں ابھی تک قائم ہیں اور کئی اُجڑ گئیں۔

مِنۡہَا قَآئِمٌ وَّ حَصِیۡدٌ (۱۱/۱۰۰)

کوئی بھی قریہ ایسا نہیں جسے وہ یومِ قیامت سے قبل ہلاک نہ کرے یا اُسے سخت عذاب میں نہ ڈالے۔

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا

عَذَابًا شَدِیۡدًا (۱۷/۵۸)

خُدا نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالی اور میووں کے نقصان میں مبتلا کیا۔

وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِیۡنَ وَنَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (۷/۱۳۰)

پھر اُس نے اُن پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چچڑیاں، مینڈک اور خون۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ (۷/۱۳۳)

اُس نے منکرین کی جڑیں کاٹ دیں۔ اُنہیں بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا۔

وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا (۷/۷۲)

راتوں رات یا دوپہر کو جب وہ سو رہے تھے اُن پر عذاب آیا۔

فَجَآءَہَا بَاۡسُنَا بَیَاتًا اَوۡ ہُمۡ قَآئِلُوۡنَ (۷/۴)

اور فجر کو وہ ظالم اُوندھے پڑے رہ گئے، گویا وہ کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔

وَاَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ

کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡہَا (۱۱/۶۷-۶۸)

یا اُس کا عذاب پہر دن چڑھے اُن پر آگیا جب کہ وہ لہو و لعب میں مصروف تھے۔

اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًی وَّ ہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ (۷/۹۸)

Marfat.com

اللہ نمرود کی عمارتوں پر اُن کی بنیادوں کی طرف سے آیا اور اُن کے اُوپر اُن کی چھتیں گر گئیں اور یُوں اُن پر اچانک اُدھر سے عذاب آیا، جہاں کی انہیں خبر بھی نہ تھی۔

فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَ اَتٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ (۱۶/۲۶)

البتہ اُس مغضُوب قوم میں بعض ایسے بھی تھے جن کے مُقدّر میں خدا جلاوطنی لکھ چکا تھا ورنہ انہیں بھی دنیا میں اس قسم کا عذاب دیتا۔

وَ لَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا (۵۹/۳)

پھر کیا مُکذّبین زمین میں گھومے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ اللہ نے اُن لوگوں کا کیا انجام کیا، جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (۴۷/۱۰)

مگر جو بستی بھی خدا نے ہلاک کی، اُس کی ہلاکت عین نوشتۂ تقدیر کے مطابق تھی۔

وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَ لَھَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (۱۵/۴)

یہ ہلاکت اور عذاب کتابِ تقدیر میں مرقوم تھا۔

کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا (۱۷/۵۸)

وہ روزِ ازل سے ایک طے شدہ فیصلہ تھا اور اُس کے لیے ایک وقت مُعیّن تھا۔ کوئی قوم یا جماعت اپنے وقت سے آگے جا سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّۃٍ اَجَلَھَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ (۱۵/۵)

اگر پہلے ہی سے یہ بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور خدا نے اپنے علم اور ارادے میں اُس کے لیے ایک موزون وقت مقرر نہ کر دیا ہوتا تو جو قوم بھی مستحقِ عذاب تھی، اُس پر کبھی کا عذاب آ گیا ہوتا۔

وَ لَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَکَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی (۲۰/۱۲۹)

اگر اُس کا قولِ سابق اور وعدۂ فردا کہ اُن کی سزا مقدر بہ قیامت ہے، مانع نہ آتے اُن کے درمیان فیصلہ ہی ہو کر رہتا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (۱۱/۱۱۰)

البتہ نزولِ عذاب کے وقت وہ اپنے رسولوں اور دیگر اہلِ ایمان کو ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ گویا مومنین کی مُخلصی کو اُس نے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۰/۱۰۳)

اُس کی تقدیر مُحکم اور اٹل ہے اور کوئی پیش بندی یا احتیاط انسان کو اُس سے بچا نہیں سکتی۔ نہ ہماری خواہشوں اور تدبیروں سے اُس کا سدِّ باب مُمکن ہے: تدبیر کُند بندہ، تقدیر زند خندہ۔

مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ (۱۲/۶۸)

۵ گر کارِ تو نیکوست، بہ تدبیرِ تو نیست — ور نیز بد است، ہم ز تقصیرِ تو نیست
تسلیم و رضا پیشہ کُن و شاد بزی — چوں نیک و بدِ جہاں بہ تقدیرِ تو نیست

انسانی تدبیر ایسی نہیں کہ اُس سے مصائب کے پہاڑ ٹل جائیں۔

وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ (۱۴/۴۶)

لیکن دل ہے کہ فکر و تدبیر سے فارغ اور تقدیر پر راضی نہیں ہوتا۔ اپنے لیے منصوبے بناتا اور آرزوؤں کا جہان آباد کیے رکھتا ہے۔

اگر کُل نوعِ انسانی کو، جو اِس زمین پر آباد ہے، اُس کی مشیت بیک ساعت ہلاک کرنا چاہے کون ایسا صاحبِ قدرت و اختیار ہے جو اُسے اس ارادے سے باز رکھ سکے۔

فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (۵/۱۷)

وہ اگر چاہے تو ہوا کو بند کر دے۔

إِنْ يَّشَأْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ (۴۲/۳۳)

کسی صبح کو ہم اُٹھیں اور دیکھیں کہ ہمارے پینے کو پانی نہیں رہا۔ مالکِ دوجہاں نے آبِ رواں کے سوتوں کو خشک کر دیا ہے۔

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا (۱۸/۴۱)

اب نہ ہم خود اُسے تلاش کر کے لا سکتے ہیں۔

فَلَنْ نَّسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا (۱۸/۴۱)

اور نہ کسی اور سے بن آتا ہے کہ یہ سرمایۂ حیات ہمیں لا کر دے سکے۔

فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (۶۷/۳۰)

یا خدا آسمان سے اولے برسائے اور جس پر چاہے، اُنہیں گرادے یا جس سے چاہے روک لے۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ (۲۴/۴۳)

یا وہ ہمیں زمین میں دھنسا دے۔

اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ (۱۶/۴۵)

یا ہم پر پتھروں کی بارش کرے۔

يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا (۱۷/۶۸)

یا اجرام فلکی کو ہی ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرادے۔

تُسْقِطُ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا (۱۷/۹۲)

یا ایسا ہو کہ سائبان کی مثل سمندر کی موج ہمیں ڈھانپ لے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ (۳۱/۳۲)

یا ہوا کے بند ہونے سے جہاز سطحِ سمندر پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں

اِنْ يَّشَا يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ (۴۲/۳۳)

یا وہ ہم پر آندھی کا جھونکا یا جھکڑ بھیجے اور ہمیں غرق کر دے۔

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم (۱۷/۶۹)

یوں غرق کر دے کہ کوئی ہماری فریاد کو سُن کر ہماری مدد کو نہ پہنچ پائے۔ نہ ہم چھڑائے جا سکیں۔

وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ (۳۶/۴۳)

یا وہ ہم پر بجلی کے کڑاکے بھیجے اور جس پر اُس کی رضا ہو، گرا دے۔

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ (۱۳/۱۳)

اور بجلی ہماری آنکھیں اُچک لے جائے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ (۲/۲۰)

یا وہ ہم سے ہماری سماعت اور بصارت دونوں کو چھین لے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ (۲/۲۰)

بے بصر ہو کر ہم راہ لینے کو دوڑیں مگر کچھ بھی سجھائی نہ دے۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ (۳۶/۶۶)

یا وہ ہمیں، جہاں بھی ہم ہوں، وہیں مسخ کر دے کہ نہ تو ہم آگے چل سکیں نہ پیچھے لوٹ سکیں۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ (۳۶/۶۷)

ہمیں نابود کر دے اور ہماری جگہ نئی خلقت لا بسائے۔

إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ (۱۴/۱۹)

ہدایت اور ضلالت اس کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم پر لے چلتا ہے۔

يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۲/۱۴۲)

جسے وہ گمراہ کرے، اُس کے لیے کوئی ہادی نہیں جس کی وہ ہدایت کرے۔ کسی کو اُس کے بھکانے یا گمراہ کرنے کا مقدور نہیں۔

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ (۳۹/۳۶-۳۷)

خدائے قادر وحکیم نے جس کی گمراہی کا ارادہ کرلیا، وہ بے بس ہوا اور اُس کے لیے خدا کے ہاں کسی اَور کا دخل اور زور چل نہیں سکتا۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا (۵/۴۱)

جسے اُس نے بہکا دیا، اُسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔ وہ ظلم و نافرمانی، کفر و سرکشی کی وادیوں میں پڑا بھٹکتا ہے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۷/۱۸۶)

اُس کے لیے مخلصی کی کوئی راہ نہیں۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (۴/۸۸)

خدا منکرین کے دلوں اور آنکھوں کو اُلٹ دیتا ہے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (۶/۱۱۰)

ہدایت خالصتاً اور کُلّیتاً اللہ کے بس میں ہے۔ وہ خود جسے چاہے، راستی اور سعادت کی راہ پر لگا دے۔ اس اختیار میں کوئی اُس کا شریک نہیں۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے حبیبِ پاک سے فرمایا کہ مجھ میں تو یہ قدرت ہے کہ جسے چاہوں راہِ ہُدیٰ پر لے چلوں، مگر اے محمدؐ! تُو اپنے طور پر جسے چاہے، صراطِ مُستقیم پر نہیں چلا سکتا۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (۲۸/۵۶)

خواہ آں حضرت مُکذّبین کی ہدایت کے کتنے ہی مُتمنّی اور آرزومند کیوں نہ ہوں۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ (۱۶/۳۷)

اور خواہ مُنکرین بد اعمال کی بے راہ روی پر تأسف اور غم کے باعث حضورؐ اپنی جان کو ہلکان کیوں نہ کرلیں۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ (۳۵/۸)

کیونکہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر گام زن کرنا فقط اللہ کا کام ہے اور نبی کا نہ تو یہ منصب ہے نہ ذمّہ داری۔

Marfat.com

لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰیھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (۲/۲۷۲)

اور دُوسروں کو راہِ راست پر لانا اور اُس پر قائم رکھنا تو الگ رہا کہ پہلے نبیوں کی طرح آنحضرت کا فرضِ منصبی محض ابلاغ و پیغام رسانی تھا۔

اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۵/۹۲)

لیکن اگر خُدا انبیا و رُسل کو اپنی نازل کردہ وحی پر ثابت قدم نہ رکھتا تو اغلب تھا کہ وہ کامل طور پر نہیں تو کسی قدر مُشرکین کی جانب جُھک ہی گئے ہوتے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا (۱۷/۷۴)

وہ لوگ نبی کے بہکانے پر تُلے ہوئے تھے اور اُنہیں وحئ الٰہی میں تصرُّف اور افتراء پر آمادہ کر رہے تھے۔

وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ (۱۷/۷۳)

مگر تائیدِ غیبی اور ہدایتِ ایزدی آڑے آئی اور حق تعالیٰ نے انہیں قائم و اُستوار رکھا، ورنہ یہ بد اندیش اور فتنہ پرداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرزمینِ مکہ سے دل برداشتہ کرنے ہی لگے تھے تاکہ ترغیب و تحریص سے اُنہیں نکال باہر کریں۔

وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْھَا (۱۷/۷۶)

اور یہ کوئی نئی یا نادر بات نہ تھی۔ اِس سے پہلے بھی کافروں نے انبیا و رُسل کو جلا وطن کرنے کے منصوبے بنائے مگر اللہ نے اپنے غیر مبدّل آئین اور دستور العمل کے مطابق مُرسلینِ برحق کی نصُرت و امداد کی اور کفّارِ بد اندیش کے عزائم خاک میں مِل گئے۔ اُنہیں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔

سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا (۱۷/۷۷)

وہ اپنے وطنِ مالوف میں تھوڑے ہی دن کاٹ سکے اور خدا کے رسولوں کو اس سرزمین سے نکالنے والے خود خارج البلد ہو گئے۔

وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا (۱۷/۷۶)

ہدایت کی طرح دولتِ ایمان بھی اللہ کے اِذن سے ملتی ہے اور اس کے بغیر

Marfat.com

اس نعمت اور سعادت کا حصول ممکن نہیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۱۰/۱۰۰)

وہ جس کے دل میں چاہتا ہے، ایمان کندہ کر دیتا ہے اور اپنی رُوح سے اُن کی تائید وحمایت کرتا ہے۔

كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (۵۸/۲۲)

اُس نے چاہا تو ماننے والوں نے اُسے خُدائے واحد و برحق مان لیا اور پکار کر کہا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۳/۶)

اور وہ نہ چاہتا تو انکار کرنے والے آمادۂ انکار نہ ہوتے اور مشرکین کبھی شرک نہ کر پاتے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا (۶/۱۰۷)

اُس نے ہمارے اندر ایمان کی محبت ڈالی، اسے ہمارے قلوب میں اچھا اور آراستہ کر دکھایا اور کفر وفسق اور عصیاں سے ہمارے دلوں میں نفرت و بیزاری پیدا کی۔

اَللّٰهُ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (۴۹/۷)

وہ جسے ہدایت کرنا چاہتا ہے اُس کا سینہ قبولِ اسلام کے لیئے کھول دیتا ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (۶/۱۲۵)

اور جسے گُمراہ کرنا چاہتا ہے، اُس کا سینہ تنگ بھچا ہوا کر دیتا ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (۶/۱۲۵)

اور جب وہ دلوں میں تنگی اور انقباض ڈال دے تو پھر خواہ ملائک آسمان سے اُتر آئیں یا مُردے قبروں میں سے اُٹھیں اور کلام کرنے لگیں تو بھی کوئی ایمان نہ لائے گا۔ وہ بدستور کُفر میں آلودہ اور گمراہی میں مُبتلا رہے گا۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ

Marfat.com

كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا (۶/۱۱۱)

جنہوں نے کُفر کیا یا گُمراہی اختیار کی، وہ انذار و تادیب کے باوجود بھی ایمان نہ لائیں گے۔ کافروں کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۲/۶)

ہاں جب تک خدا نہ چاہے گا، وہ ہرگز ایمان نہ لاسکیں گے۔

مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ (۶/۱۱۱)

کیونکہ کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ بغیر اذنِ خدا کے ایمان لائے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (۱۰/۱۰۰)

پھر کیا ہم میں سے کوئی خواہ وہ رسول ہو یا اُمتی، انسانوں پر جبر کرسکتا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں۔

أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (۱۰/۹۹)

ہاں اگر خدا چاہتا تو ہر کوئی ہدایت یاب ہوتا اور ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوتا کہ راہِ مُستقیم سے بھٹک جاتا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا (۳۲/۱۳)

لیکن اُس کا یہ قول پورا ہونا تھا کہ میں جہنم کو جنوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔

وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (۳۲/۱۳)

غرض وہ جسے چاہے گم راہ کرے اور جسے چاہے، ہدایت دے۔ اُس کی حکمت اور مصلحت میں کسی کو دخل نہیں۔

يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ (۱۴/۴)

اُس نے ایک فریق کو ہدایت کی تو دوسرے پر گمراہی ثابت کر دی

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ (۷/۳۰)

اور وہ جسے بہکانے کا ارادہ کرلے تو پھر نصیحت کرنے والے کی نصیحت سُود مند

نہیں ہوتی۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْ إِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللهُ يُرِيْدُ

أَنْ يُّغْوِيَكُمْ (۱۱/۳۴)

ہدایت اکتسابی چیز نہیں، وہبی ہے۔ یہ محض خدا کی عطا ہے۔ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی اور ہم اسے اپنی ذاتی کوشش سے پا سکتے تو حق تعالیٰ سے اس کی طلب کیوں کرتے اور کیوں ہر نماز میں بار بار ملتجی ہوتے کہ ربّ العلمین! تو ہمیں سیدھی راہ پر لے چل، جس پر تیرے چلائے بغیر از خود چلنے کا ہمیں مقدور نہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱/۵)

اور خدا نے ہمیں اس دعا کی بھی تلقین کی کہ اے ہمارے ربّ! ہدایت دینے کے بعد بار دگر ہمارے دلوں کو متذبذب یا مائل بہ کفر نہ کرنا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا (۳/۸)

قرآن ایک تذکرہ ہے سراپا نصیحت اور سراسر ہدایت جو چاہے، اسے پڑھے اور اس ذکر سے فیض یاب ہو مگر جب تک رضائے الٰہی اس کی مؤید نہ ہو، کوئی بھی ذکر نہ کر پائے گا اور اسے ہرگز یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے گی کہ ہدایت حاصل کرے۔

إِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهٗ وَمَا يَذْكُرُوْنَ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللهُ (۷۴/۵۴-۵۶)

لوگ قرآن میں غور و فکر ہی نہیں کرتے۔ گویا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہیں۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا (۴۷/۲۴)

اور اگر خدا چاہتا تو ایسا بھی ہوتا کہ اُس کا رسولؐ لوگوں کو قرآن ہی پڑھ کر نہ سناتا اور انہیں کچھ علم و خبر اور فہم و ادراک نہ ہوتا۔

لَوْ شَاءَ اللهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرٰىكُمْ بِهٖ (۱۰/۱۶)

خدا نے کفّار کے لیے اُن کے مکر و فریب کو مزیّن کیا اور راہِ حق سے انہیں روک دیا۔ پھر جسے اُسی نے راہ سے بھٹکا دیا تو اُس کا اَور کون ہادی ہو سکتا ہے؟

زُیِّنَ لِلَّذِینَ کَفَرُوا مَکْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِیلِ وَمَن یُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (۱۳/۳۳)

اُن کے اعمالِ بد اُن کی نظر میں سنوار دیے گئے اور وہ اُنہیں اچھا سمجھنے لگے۔

اَفَمَن زُیِّنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا (۳۵/۸)

خداوندِ عالم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو ہر دم اُنہیں اُبھارتے اور بدی پر اُکساتے ہیں۔

اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِینَ عَلَى الْکٰفِرِینَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا (۱۹/۸۳)

اُس نے ہر بستی میں بڑے مجرم پیدا کیے جو وہاں فتنہ و فریب اور فساد برپا کرتے ہیں۔

جَعَلْنَا فِی کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیهَا لِیَمْکُرُوا فِیهَا (۶/۱۲۳)

اور اُس نے خود ہی ان مجرموں کے دلوں میں ایسا کفر و انکار جما دیا ہے کہ الم ناک عذاب کے بغیر وہ ماننے کے نہیں۔

سَلَکْنٰهُ فِی قُلُوبِ الْمُجْرِمِینَ لَا یُؤْمِنُونَ بِهِ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیمَ (۲۶/۲۰۰-۲۰۱)

اُسی نے فاسقین کی کج روی پر اُن کے دل ٹیڑھے کر دیے کیونکہ وہ نافرمانوں کو راہِ راست پر نہیں لاتا۔

فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِینَ (۶۱/۵)

اُممِ سابقہ میں جو لوگ رسولوں کی تحقیر و تضحیک کرتے تھے، اُن مجرموں کے دلوں میں تمسخر و استہزا خدا نے ہی تو ڈال رکھا تھا۔

وَمَا یَاْتِیهِمْ مِّن رَّسُولٍ اِلَّا کَانُوا بِهِ یَسْتَهْزِءُوْنَ کَذٰلِکَ نَسْلُکُهُ فِی قُلُوبِ الْمُجْرِمِینَ (۱۵/۱۱-۱۲)

اور پہلوں کی وہی سُنّت اب تک چلی آتی ہے۔ لوگ رسولوں کی ہنسی اُڑاتے ہیں مگر اُن پر ایمان نہیں لاتے۔

Marfat.com

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ (15/13)

خدا نے غافلین کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں اور اُن کے سر اُلل کر رہ گئے ہیں۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (36/8)

اُس نے اُن کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے اور پیچھے بھی اور اُن پر ایک پردہ ڈال دیا ہے، جس کے باعث انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

وَجَعَلْنَا مِنْ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (36/9)

وہ کافروں کو مہلت دیتا ہے کہ گناہ میں بڑھتے جائیں اور اُس کی طرف سے یہ ڈھیل اُن کے حق میں بہتر نہیں زبون ہی ہوتی ہے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (3/178)

وہ منکرین کے دل اور اُن کی آنکھیں پلٹ دیتا ہے اور وہ بصیرت اور بصارت دونوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ نہ اُن کے قلوب درست اندیش رہتے ہیں، نہ اُن کی آنکھیں راست نگر۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (6/110)

پھر خدا اُنہیں اُن کی سرکشی کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے کہ پڑے بھٹکتے پھریں۔

وَنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (6/110)

لیکن جب وہ اُن کے حق میں ارادۂ خیر کرے تو اُن کی آنکھوں کو بینا اور عقل کو روشن کرنا اور تمام عوائق و موانع کو اُن کی راہ سے ہٹا دیتا ہے۔ اُنہیں اطمینانِ قلب بخشنا، تقویٰ کے طریق پر قائم رکھنا اور اُن کے پاؤں کو لڑکھڑانے نہیں دیتا۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (48/26)

رائے میں تفاوت اور دین میں اختلاف اُسی کا پیدا کردہ ہے۔ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی اُسی کی ازلی تدبیر کی بدولت ستیزہ کار رہا ہے ؎

در حیرتم کہ دشمنیِ کفر و دیں چرا است

خداوند حکیم اگر چاہتا تو ہر متنفس کی رہ نمائی کرتا اور اُسے ہدایت دیتا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا (۳۲/۱۳)

کافر کفر سے باز رہتے اور مشرک مائلِ شرک نہ ہوتے۔ وہ اور اُن کے آباؤ اجداد خداوندانِ باطل کی پرستش نہ کرتے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا (۱۶/۳۵)

بلکہ سب کے سب ایمان لے آتے اور رُوئے زمین پر کوئی کافر بے دین نہ رہتا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا (۱۰/۹۹)

آدمی اللہ کے دین میں جوق در جوق اور جھنڈ کے جھنڈ ہو کر داخل ہوتے۔

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (۱۱۰/۲)

اور اُمتِ واحدہ راہِ مستقیم اور دینِ حق پر قائم رہتی۔ لیکن اس کے برعکس لوگ متفرق ہو گئے اور وہ ہمیشہ اختلاف ہی کرتے رہیں گے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ (۱۱/۱۱۸)

خدا نے انہیں پیدا ہی اس لیے کیا کہ وہ باہم اختلاف کرتے رہیں۔

وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ (۱۱/۱۱۹)

اور جس بات میں بھی ہم اختلاف کریں، اُس کا حکم اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ (۴۲/۱۰)

ہر کوئی اپنے طریق خاص پر عمل پیرا اور اپنی عادت اور روش پر کام کرتا ہے۔ خدا نے ہر قوم کے لیے الگ شریعت اور دستور العمل مقرر کر دیا اور اُن کی راہیں

Marfat.com

بانٹ دیں۔

لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (۵/۴۸)

اُس نے ہر اُمّت کے لیے عبادت کے مقامات اور طریقے قرار دیے جن کی وہ اُمّتیں مُکلّف ہیں۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ (۲۲/۶۷)

پھر ان مُختلف بلکہ بسا اوقات متضاد راہوں پر گامزن ہر فریق اپنے آپ کو راستی پر سمجھتا ہے اور ہر گروہ اُن باتوں پر جو اُسے دی گئیں یا اُن خیالوں پر جو اُس کے پاس ہیں، خُوش اور مطمئن ہے۔

كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (۲۳/۵۳)

اگر خدا چاہتا تو صاف اور صریح حکم پانے کے بعد نہ لوگ باہم اختلاف کرتے نہ آپس میں لڑتے لیکن ہوا یُوں کہ اُن میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کیا اور اس طرح اُنھوں نے بنائے فساد اور طرحِ انتشار ڈالی۔

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ (۲/۲۵۳)

اور اگر اللہ کی رضا نہ ہوتی تو وہ کبھی اختلاف نہ کرتے لیکن وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جیسا کچھ اُس نے چاہا، ویسا ہی ہو کر رہا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (۲/۲۵۳)

جہان میں سبھی کچھ اُس کے عظیم منصُوبے کے مطابق انجام پا رہا ہے جس کے سرِّ دلِم اور حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں۔

پھر اِن ہی گُل ہائے رنگا رنگ سے اُس نے چمنِ دہر کو زینت دی اور فہم اور خیال اور عمل کے اس اختلاف سے اس جہان کو دل رُبا اور نظر فریب بنایا۔ نیکی کی کسے ہمت ہے، اگر وہ توفیق نہ دے اور بدی سے کسے مَفر ہے، اگر وہ کرم نہ فرمائے

---

۱ مکن بچشمِ حقارت نگاہ در منِ مست
که نیست معصیت و زُہد بے مشیّتِ اُو

اُس نے انسان کو نہ صرف درست اندام بنایا ہے بلکہ اس کے دل میں بدکاری اور پرہیزگاری حسبِ ظرف اور بقدرِ حوصلہ ڈال رکھی ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (۹۱/۸)

معلوم شد از مَنشئِ ما حوصلۂ ما !
دادند بحکمت نے وبیہوشش نکردند

یُوں تو انسان خطاؤں کا پُتلا اور گناہوں کی معجُونِ مرکب ہے لیکن سب سے بڑی کمزوری مرد کو عورت کی طرف رغبت اور اُس کی کشش ہے۔ بے شک عورتوں کا فریب عظیم اور بے امان ہے۔

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (۱۲/۲۸)

اس سے بڑے بڑے مُقرّبین بلکہ انبیائے کرام نے پناہ مانگی ہے۔ حضرت یُوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَیں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا۔ نفسِ امارہ تو مجھے بُرائی پر ابھارتا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (۱۲/۵۳)

اور کہا کہ اے خدا! اگر تُو عورتوں کے کید و مکر کو مجھ سے رفع نہ کرے تو میں اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور پھر میرا شمار زمرۂ جاہلین میں ہوگا۔

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۱۲/۳۳)

اُس عورت نے جس کے گھر میں حضرت یُوسفؑ مُقیم تھے، اُن کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا اور اپنے دروازے بند کر لیے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ (۱۲/۲۳)

اور اگر یوسف علیہ السّلام خدا کی طرف سے بُرہان نہ دیکھ لیتے تو تُو دبھی اُنہوں نے عورت کا قصد کیا ہوتا اور ارادہ بد کر بیٹھتے۔

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ (۱۲/۲۴)

مگر چُونکہ وہ خُدا کے مُخلص اور مُنتخب بندوں میں سے تھے۔

Marfat.com

اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (۱۲/۲۴)

اس لیے اللہ نے اپنے برگزیدہ رسول کے دامن کو بے داغ اور بدکاری و بے حیائی سے پاک رکھا اور عورتوں کے فریب کو اُن سے ٹال دیا۔

فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ (۱۲/۳۴)

لیکن عامۃُ النّاس میں کون ہے جو اپنی قوّت وہمّت اور ارادے سے اس آزمائش میں پُورا اُتر سکے اور "فِتْنَۃُ النِّسَاءِ" سے بچ رہے۔ جو دُنیا میں عظیم ترین فِتنہ ہے اور جب تک ربّ کریم خُود کرم نہ فرمائے اور ہمیں اُن کی طرف مائل ہونے سے نہ روکے، ہم اپنے ایمان کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۲/۵۳)

نہ دل و نظر کے سفینہ کو بچا کر ساحلِ عافیت پر لے جا سکتے ہیں ؎

چُوں نظر قرار گیرد بہ نگارِ خُوبروے!
تپد آں زماں دلِ من پئے خُوب تر نگارے

ہمارے لیے کوئی راہِ فرار ہے، نہ جائے پناہ۔ عورت کا حُسنِ دل کش اور غمزۂ جاں ستاں چلتا ہوا جادُو ہے۔ یہ بہت ہی معصیت انگیز، توبہ شکن اور بدی پر اُکسانے والا ہے۔ ہوا اور شہوات انسانی ضمیر میں رچی ہوئی ہیں اور ان ہی سے فرزندانِ آدم کا خمیر اُٹھایا گیا ہے ؎

یارب! تُو جمالِ آں مہِ مہر انگیز
آراستہ ای بہ سُنبلِ عنبر بیز
پس حُکم ہمی کُنی کہ در وے منگر
ایں حُکم چناں بود کہ کج دار و مریز

حق تعالیٰ توّاب الرحیم ہے، مگر وہ جس کی طرف چاہے، متوجہ ہوتا اور اُسے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔

ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۹/۲۷)

اُسی کے فضلِ کثیر سے کوئی نیکیوں میں بڑھتا اور سبقت لے جاتا ہے۔

وَمِنْھُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ (۳۵/۳۲)

Marfat.com

اُس کا دستِ کرم، جسے چاہے، معصیت کے گڑھے سے نکال لے اور جسے چاہے، لتھڑا ہوا چھوڑ دے اور کوئے نیک نامی میں اُس کا گزر نہ ہونے دے۔ جس کا اُٹھنا اُسے پسند نہ آئے، وہ اُسے سُست کر دیتا ہے کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہے۔

کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَھُمْ فَثَبَّطَھُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ (۹/۴۶)

اُس نے اپنے مقرّب بندے لُوط علیہ السّلام اور اُس کے گھر والوں کو عذاب سے بچایا، مگر اُس کی عورت کی تقدیر میں یہ لکھ دیا کہ وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ پیچھے رہے گی۔

فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَھْلَہٗۤ اِلَّا امْرَاَتَہٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ (۷/۸۳)

اُس کی نگاہِ انتخاب جسے چاہے، پسند کرے۔ اُسے سرفراز کرے اور اپنے پاس جگہ دے۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (۴۲/۱۳)

اور جو اُس کی نظر میں مقبول نہ ہو، وہ اُسے ظلام بحر میں پھینک دے۔ موجیں اُسے اُچھالیں یا ڈبوئیں۔ اُس کے بس کی کوئی بات نہیں۔ وہ حالات کی رو میں بہتا چلا جاتا ہے۔

وہ جسے چاہے، اپنے کرم سے پاک کرے۔

اَللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (۴/۴۹)

ایسا پاک کہ اُس میں نام کو بھی کوئی نجاست رہنے نہ پائے بلکہ وہ بالکل طاہر و مُطَہَّر، صاف اور اُجلا ہو جائے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ .... وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (۳۳/۳۳)

اور اگر اُس کا رحم و کرم ہم پر نہ ہوتا تو ہم میں سے کوئی ایک بھی پاک نہ ہو سکتا تھا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا (۲۴/۲۱)

اُس نے جن کے قلب و نظر کی تطہیر کا قصد نہیں کیا۔

لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (۵/۴۱)

اُن کے نفس کا تزکیہ اور دل کی پاکیزگی غیر ممکن ہو گئی۔ اُس نے اُن کے دل سخت کر دیے۔

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً (۵/۱۳)

کبھی وہ ہمارے گناہوں کے سبب ہمارے دلوں پر مُہر لگاتا ہے۔

اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (۷/۱۰۰)

اور کبھی ہمارے تکبّر اور سرکشی کے باعث۔

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ (۴۰/۳۵)

کبھی اُن کے قلوب پر مُہر ثبت کرتا ہے، جو ہوا و ہوس کی متابعت کرتے ہیں۔

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ (۴۷/۱۶)

کبھی اُن کے دلوں پر مُہر کرتا ہے جو علم و شعور سے بہرہ ور نہیں اور نادان ہیں۔

یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۰/۵۹)

کبھی وہ اُن کے دلوں پر چھاپ لگاتا ہے جو غنی ہیں اور اپنے پاس سواری اور سامانِ حرب رکھنے کے باوجود شریکِ جہاد ہونے میں مُتامّل اور طلب گارِ رخصت ہوتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ وَاَغْنِیَآءُ رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (۹/۹۳)

اور کبھی وہ غافلوں کو ہدایت سے محروم کرتا اور اُن کے قلوب پر مُہر لگاتا ہے اور اُن کے کانوں اور آنکھوں پر بھی۔

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (۱۶/۱۰۸)

Marfat.com

بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا اور باوجود اُس کے علم کے اللہ نے اُسے گمراہ کیا اُس کے کان اور دل پر مُہر لگائی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈالا۔ پھر اللہ کے بعد کون ہے کہ اُسے ہدایت کرے۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّھْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ (۴۵/۲۳)

ہاں ان سب کے دلوں پر خدا نے مُہر کر دی، کانوں میں ثقلِ سماعت رکھ دی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا کہ نہ کوئی کلمۂ خیر سُنیں، نہ صلاح و تقویٰ کی راہ پر چل سکیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰۤی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَةٌ (۲/۷)

وہ ایک ڈھکنا سا اُن کے دلوں پر رکھ دیتا ہے اور کانوں میں گرانی ڈالتا ہے تاکہ وہ کچھ سُن سکیں، نہ سمجھ سکیں۔

وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَھُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا (۶/۲۵)

مُنہ سے تو یہی کہیں گے کہ ہم سُن رہے ہیں مگر حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں سُنتے۔ یا سُنی اَن سُنی کر دیتے ہیں۔

قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (۸/۲۱)

اُن کے کان تو ہیں مگر سماعت سے محروم ہیں۔ وہ گوشِ شنوا نہیں رکھتے۔

وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا (۷/۱۷۹)

البتہ جب کبھی خدا چاہتا ہے تو کلمۂ حق کے لیے کسی کے کان کھولتا اور سُننے کی بات اُسے سُنا بھی دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ (۳۵/۲۲)

کفارِ شور بخت دل تو رکھتے ہیں مگر اس سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں بھی ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا (۷/۱۷۹)

وہ ڈھوروں اور ڈنگروں کی مثل ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر۔

Marfat.com

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (۷/۱۷۹)

کبھی وہ خود کافروں کو مُہلت اور ڈھیل دیتا ہے کہ وہ گناہ میں بڑھتے جائیں اور مستوجب عذاب و رسوائی ٹھہریں۔

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (۳/۱۷۸)

اور یہ ڈھیل اُن کے حق میں بہتر نہیں جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں بلکہ یہ اُن کی جانوں کے لیے وبال ہے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ (۳/۱۷۸)

اُن کے باطن میں ایک مرضِ مُہلک نے جڑ پکڑ لی اور خدا نے اُس مرض کو بڑھایا، یہاں تک کہ وہ لاعلاج ہوگئی۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (۲/۱۰)

اور جہاں اُس نے بہت سے برگشتہ بخت انسان خلق کیے ہیں، وہاں کچھ ایسے خوش نصیب بھی بنائے ہیں، جن کے لیے اُس نے پہلے ہی سے خیر و خوبی، نیکی اور سعادت مقرر کردی ہے اور جن کا بخت سدا بہار گلاب کی طرح خنداں اور چمن خزاں سے ناآشنا ہے۔

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی (۲۱/۱۰۱)

ہدایت اور گمراہی کی طرح عذاب و ثواب بھی خدا کی مرضی کے تابع اور اُس کے من کی موج ہے۔ ہماری مغفرت کا ہمارے اعمال و اطوار پر انحصار نہیں، نہ ہماری نجات اور سُرخ رُوئی میں ہمارے کسی ذاتی وصف اور خوبی کو دخل ہے۔ وہ صاحب و مختار ہے۔ ایک مجبور حاکم نہیں جو محض قانون کا پابند ہو اور آئین و دستور نے اُس کے ہاتھوں کو جکڑ رکھا ہو جیسا کہ یہودیوں کا قول تھا۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (۵/۶۴)

بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔

بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ (۵/۶۴)

Marfat.com

فضل اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے، عطا فرمائے۔

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (۳/۷۳)

بھلائی اُس کے ہاتھ میں ہے۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ (۳/۲۶)

مُلک اُس کے دستِ مبارک میں ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (۶۷/۱)

غرض ہر شے پر اختیار، غلبہ اور حکومت اُسی ذات پاک کی قدرت میں ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (۳۶/۸۳)

پس اُسے کامل اختیار ہے کہ جسے چاہے، عذاب کرے اور جسے چاہے بخش دے۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ (۵/۴۰)

جس پر چاہے، رحم کرے اور چھوڑ دے اور جسے چاہے سزا دے۔

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ (۵/۴۰)

چاہے تو منافقین و مکذبین کی تعذیب کرے اور چاہے تو ان پر متوجہ ہو اور رحم فرمائے۔

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ (۳۳/۲۴)

اگر وہ اپنے ماننے والوں کو اُن کے اعمالِ بد کے باعث عذاب دے تو اُسے اپنے بندوں پر کُلّی اختیار ہے اور اگر وہ اُن کی خطائیں اور تقصیریں معاف کر دے تو بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵/۱۱۸)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہنوز مُتذبذب اور اُس کے فیصلے کے مُنتظر ہیں کہ جانے وہ اُن پر عذاب کرے گا یا اُنہیں بخش دے گا۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ (۹/۱۰۶)

اور بعض وہ بھی ہیں جن کے لیے اللہ کا رسُول بھی بہ نفسِ نفیس معافی مانگے اور ایک بار نہیں، ستّر دفعہ طلبِ مغفرت کرے، تب بھی اللہ اُنہیں نہیں بخشنے کا۔

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (۹/۸۰)

وہ اس قدر بدنصیب ہیں کہ رسولؐ لاکھ اُن سے راضی ہو جائے مگر خدا کبھی اُس قوم فاسقین سے راضی نہیں ہو گا۔

فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (۹/۹۶)

وہ مالک و مختار چاہے تو یہاں ہم غم کے ماروں کو مجبوریوں اور پابندیوں کے ساتھ جینے کا عذاب دے اور وہاں ہمارے اعمال کی پاداش میں سزائے عصیاں اور اس طرح دونوں جہان کی آسائش ہم پر حرام کر دے ؎

اینجا غمِ محبّت، آنجا جزائے عصیاں
آسائشِ دوگیتی، بر ما حرام کردند

یُوں تو ہم میں سے اکثروں کو اُس نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم اپنی اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور غفلت شعار دلوں کے باعث جہنم کا ایندھن بنیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا (۷/۱۷۹)

لیکن جن کے لیے اُس کی طرف سے اوّلاً خوبی مقرر ہو چکی ہے، وہ دوزخ سے دُور رہیں گے اور اُس کی آہٹ بھی نہ سُن پائیں گے۔

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا (۲۱/۱۰۱-۱۰۲)

بلکہ وہ جنّتُ الفردوس کی طرف راہ پائیں گے، اپنی سعی و عمل سے نہیں بلکہ فضلِ ربّی اور توفیقِ ایزدی سے۔

اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ (۳۵/۳۵)

Marfat.com

وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے، جس نے ہمیں جنت کی راہ دکھائی اور اگر وہ ہماری راہ نمائی نہ کرتا تو ہم اپنی دوڑ دھوپ سے ہرگز راہ نہ پا سکتے تھے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ (۷/۴۳)

۵ خضرِ توفیق بہ اُو رہ نما شُد ورنہ
کس بہ سرچشمۂ حیواں بد و بدن نرسد

مگر عاقبت کی کسے خبر اور انجام کار کی کسے آگاہی۔ اُس کی حکمتوں کو کون جانے اور اس کے بھیدوں کو کون سمجھے؟

"ہم میں سے کوئی اہلِ جنّت کے کام کرتا ہے، حتیٰ کہ اُس کے اور جنّت کے درمیان ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے تو یکایک اُس پر نوشتۂ تقدیر غالب آتا ہے۔

فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْكِتٰبُ

وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ اہلِ جہنّم کے سے کام کرتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے اور جہنّم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو نوشتۂ تقدیر اُس پر غالب آتا ہے۔

لِیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْكِتٰبُ

چنانچہ وہ جنّتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور داخلِ جنّت ہوتا ہے۔" (بروایت بخاری و مسلم)

ویسے جو صاحبِ سعادت ہے، اُس سے بالعموم اہلِ سعادت کے کام سرزد ہوں گے اور اُنہی پر اُس کا خاتمہ ہوگا۔ اس کے برعکس جو شقی اور بدبخت ہے وہ بہرحال بدبختوں کے سے کام کرے گا اور اُنہی پر اُس کا انجام ہوگا۔ ہر شخص کو اُن ہی کاموں کی توفیق ہوگی، جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اور وہی کام کریگا

جن کی اُسے توفیق دی گئی ہے۔ خالق نے اُس کو جس مُقام کے لیے بنایا ہے، اُس سے ویسے ہی کام بھی لے گا۔ اس لیے "بدبخت وہ ہے جو شکمِ مادر میں بدبخت ہو اور سعید وہ ہے، جسے شکمِ مادر میں سعادت نصیب ہو" (حدیث)

جب اہلِ جہنم سے خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمہارے پاس میرے فرمان نہ پہنچے تھے۔ کیا تم اوامر و نواہی اور میری قائم کردہ حدُود سے آگاہ نہ ہوچکے تھے اور کیا میری آیاتِ بیّنات کی تمہارے سامنے شب و روز تلاوت نہ کی جاتی تھی؟ پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کی بجائے اُلٹا اُنہیں جھٹلانے لگے۔ وہ جواب میں اس کے سوا کوئی اور عذر پیش نہ کریں گے کہ اے کاتبِ تقدیر! ہم شکمِ مادر سے شقی تھے ہماری تقدیر کا لکھا ہوا ہم پر سبقت لے گیا۔

"لِيَسْبِقُ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ"

ہماری بدبختی اور شقاوت ہم پر غالب آئی ورنہ ہم ہرگز گمراہ قوم میں شامل نہ ہوتے۔

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ٥ قَالُوْا

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا

وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (۲۳ / ۱۰۵-۱۰۶)

مختصر یہ کہ اللہ کی رضا اُس کا قانون ہے اور کوئی دوسرا قانون اُس میں مُخل نہیں ہوسکتا۔ پھر جب ہماری زندگی اور موت، اور عمر کی درازی اور کوتاہی، رزق کی تنگی اور فراخی، غنا اور فقر، حصُولِ اَولاد اور بے اولادی، عزّت اور ذلّت، کامیابی اور ناکامی، فتح اور ہزیمت، راحت اور کلفت، انعام اور اِبتلا، تن درستی اور بیماری، مرض اور شفا، لاغری اور توانائی، سعادت اور شقاوت، سلامتی اور ہلاکت، صبر و ثبات اور اضطراب و بے قراری، علم اور جہل، حکمت اور نادانی، پاکیزگی اور ناپاکی، عزائم اور فسخِ عزائم، جرأتِ نافرمانی اور توفیقِ توبہ، ہدایت اور ضلالت، ایمان اور کُفر، عذاب اور ثواب، جنّت اور جہنم کچھ بھی ہمارے بس میں نہیں تو ہم مُختار کس بات کے ہیں؟ انسان اپنی فطری کمزوریوں، طبعی تقاضوں، اسبابِ معصیت کے دوُر

اور محرکاتِ ذنوب کی کثرت، شہوات کے استیلاء نفس کے غلبہ، تلبیسِ ابلیس، مشیتِ ایزدی، خدا کے ازلی فیصلوں اور کتابِ تقدیر کی تحریروں، غرض کن کن شدائد و موانع اور مشکلات سے گھرا ہوا ہے، اُس کی جانِ ناتواں کیسی کیسی مجبوریوں ناچاریوں اور پابندیوں میں پھنسی ہوئی، بندھی ہوئی اور جکڑی ہوئی ہے۔ یہ دست بستہ، پاشکستہ اور طوق در گلو ہے ؎

اِس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے، جو خدا اختیار دے

خُدا نے انسان کو کم زور اور ناتواں پیدا کیا

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (۴/۲۸)

چھچھورا اور جلد باز بنایا۔

وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (۱۷/۱۱)

جیسے دعائے خیر کرتا ہے، ویسے ہی بد دُعا بھی کرتا ہے۔

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَہٗ بِالْخَیْرِ (۱۷/۱۱)

اُس نے اس کے نفس میں بُخل رکھا ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ (۴/۲۸)

چنانچہ جب خدا نے انسان کو اپنے فضل سے مال و دولت عطا کی تو یہ خسّت کرنے لگا، صدقات سے منہ پھیر لیا اور تعرّض کیا۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۹/۷۶)

اللہ نے اِسے اس دُنیا میں غارت گر، فسادی اور خُوں ریز بنایا۔

مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ (۲/۳۰)

بحث و جدال کا خُوگر اور غضب کا جھگڑالو

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (۱۸/۵۴)

ظُلم اور کفرانِ نعمت کرنے والا۔

Marfat.com

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (۱۴/۳۴)

اسے کچے جی کا اور بے صبر خلق کیا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (۷۰/۱۹)

جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بے چین ہو جاتا ہے اور جب بھلائی حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا (۷۰/۲۰-۲۱)

اپنے رب کا ناشکرا اور مال کی محبّت میں غلطان۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ .... وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (۱۰۰/۶-۸)

حریص اور دل کا تنگ جو دینے کی نسبت لینا زیادہ پسند کرتا ہے۔

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (۱۷/۱۰۰)

اگر وہ حق تعالیٰ کے خزائن رحمت کا مالک ہوتا تو اس خوف سے کہ کہیں سب سب رحمتیں ختم نہ ہو جائیں، انہیں بند ہی کیے رکھتا۔

لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ (۱۷/۱۰۰)

یہ بھلائی مانگتے نہیں تھکتا اور جو اسے برائی چھو جائے تو ناامید بلکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتا۔

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ (۴۱/۴۹)

اب جو طبعاً اور فطرتاً ایسا ہے، وہ خود اپنی طبیعت اور فطرت کو کیونکر بدل دے۔ طبعی خصوصیات اُس سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ ندی کے لیے ممکن نہیں کہ اپنے چشمے سے بلند ہو، نہ برج اپنی بنیاد سے چوڑا ہو سکتا ہے۔ پھر اس مجبور پر مختاری کی تہمت کس نے لگا دی۔

دنیا میں شر کے محرّکات اور اسباب زیادہ ہیں اور ان میں ذوق و لذّت کے لیے سامانِ تسکین بھی ہے۔ اسی لیے تو مومنین کے مقابلہ میں کفّار کی کثرت ہے۔

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۲۶/۱۳۹)

اُس کے احکام پر عمل کرنے والے تعداد میں قلیل اور نافرمان کثیر ہیں اور ہم بحیثیتِ مجموعی اعمالِ حسنہ کی نسبت افعالِ شنیعہ اور خیر کی بجائے شر کی جانب راغب ہیں اور اگر کوئی اُن کی باتوں میں آجائے جو دُنیا میں بکثرت ہیں تو کثرت اُسے ضرور راہِ حق سے بھکا دے گی۔

وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (۶/۱۱۶)

شر ہماری فطرتِ ثانیہ بن چکا ہے۔ انسان بدی کا کام شوق و رغبت سے کرتا ہے اور نیکی کی طرف اُٹھتے ہوئے اس کے قدم بھاری ہو جاتے ہیں۔ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک سرکش گھوڑے کی باگیں اس نے زور سے کھینچ رکھی ہیں پھر بھی وہ قابُو میں نہیں آتا۔ انسان اپنی فطرت سے مجبُور ہے اور فطرتِ انسانی کا مُوجد اور خالق خُدا ہے

فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (۳۰/۳۰)

کوئی اس قانونِ خلقت کو بدلنے یا اس کے اثر و نفوذ کو روکنے پر قادر نہیں۔

لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ (۳۰/۳۰)

فطرت یا جبلّت ہمارے کردار کی ابتدائی مُحرّک ہوتی ہے اور اس کے نتائج میں ہماری عقل اور ارادہ سرِمُو تبدیلی نہیں کر سکتے۔

انسانی جبلّت کا بدلنا ایسا ہی دُشوار اور ناقابلِ تسلیم ہے جیسے پہاڑ کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔

کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (۱۷/۸۴)

"تُم اگر سُن لو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو باور کر لو لیکن اگر یہ سنو کہ کسی نے اپنی خلقت، اپنی عادات و خصائل اور فطری تقاضوں کو بدل دیا تو اس بات کا یقین نہ کرنا۔ بے شک جس خصلت پر کوئی پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کی طرف بازگشت کریگا۔"

اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَکَانِہٖ فَصَدِّقُوْہُ وَاِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَیَّرَ عَنْ خُلُقِہٖ فَلَا تُصَدِّقُوْہُ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ اِلٰی جُبِلَ اِلَیْہِ (حدیث)

ہماری خُو اور خصلتیں، خواہشیں اور رغبتیں، طبیعت کی اُفتاد، عالمِ اسباب

Marfat.com

کے وسائل اور ذرائع، حالات کا تفاوت اور اختلاف سب خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ ہم نے نہ تو خود اپنے آپ کو خلق کیا نہ اپنی سیرت کو بنایا۔ افعال کے ارتکاب میں انسان ایک مشین کی مثل ہے، جو اپنے قانونِ ساخت کے تابع ہے۔ ہر معلول کے لیے ایک علت ہے اور ہر واقعہ یا حادثہ کا دامن کسی سبب سے وابستہ ہے۔ ہمارے اندازِ فکر اور عمل کے محرّکات محض سطحی نہیں بلکہ اکثر دقیق ہوتے ہیں اور گوناگوں اسباب و علل میں ہماری اوائلِ عمر کے وہ چند سال سب سے بڑھ کر مؤثر ہوا کرتے ہیں، جب ہمارا شعور پختہ نہیں ہوتا اور سیرت اور کردار سانچے میں ڈھل رہے ہوتے ہیں۔ اُس وقت دل و دماغ کی الواحِ صاف و سادہ پر جو نقوش ثبت ہو گئے، وہ تمام عمر محو ہونے نہیں پاتے اور وہی زندگی کو ایک خاص نہج پر چلانے کے موجب ہوتے ہیں۔ ایک بچّہ کو صِغر سنی سے عالمِ بلوغ تک پہنچنے میں جذبات و احساسات کے ایک مسلسل تلاطم سے گزرنا ہوتا ہے۔ اگر اُسے طفولیت میں ایسا ماحول مل جائے، جس میں وہ اپنے لیے پیار، شفقت، توجہ اور اعتماد پائے تو بڑا ہو کر وہ اپنی عادات و خصائل اور طرزِ عمل میں اُس بچّہ سے بالکل مختلف ہو گا جو گود کی میں بے التفاتی، کم نگاہی، عدم توجہ اور بے اعتمادی کا شکار رہا ہو اور اُس کے جذبات میں تشنگی اور محرومی کا عُنصر غالب ہو۔ علاوہ ازیں بچّے نہ صرف قدوقامت، وضع وقطع، آنکھوں، بالوں اور جلد کی رنگت میں ہی اپنے والدین کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں بلکہ وہ ایک خاص حد تک رَوش اور کردار کی ہم رنگی بھی میراث میں حاصل کرتے ہیں۔

یہ ناچار انسان اپنی وجہ آفرینش سے مجبور رہے۔ اُن رجحانات سے مجبور رہے جنہیں وہ وراثت میں حاصل کرتا ہے، خاندانی روایات اور خصوصیات، موروثی کمزوریوں اور کوتاہیوں یا نسلی خوبیوں اور صلاحیتوں سے مجبور رہے، جو اُس کے خمیر میں رچی ہوتی ہیں اور اُن تعصبات سے مجبور رہے جو ماحول

Marfat.com

ر تربیت، تہذیب اور ترغیب کی تخلیق ہیں۔ صحبت کا اثر اور جمالِ ہم نشیں
رشمہ ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کُند
صحبتِ طالح ترا طالح کُند

حضرت نوحؑ کیسے صالح انسان اور خدا کے جلیل القدر پیغمبر تھے مگر اُن کے
ٹے نے بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کی اور ویسا ہی ہوگیا، جیسے اُس کے
شین تھے ؎

خراب کر گئی شاہیں بچوں کو صحبت زاغ

انسانی طبائع کی امتیازی خصوصیتیں، اُس کے احوال و اعمال، اور اس کے
دار کا تنوّع، یہ سب کے سب خارجی اسباب سے اثر پذیر ہیں اور اُن کی اصلاح
تہذیب بھی خارجی اسباب سے ہی ممکن ہے۔ جو غیر ارادی طور پر مشاہدہ اور
لعۂ تعلیم اور تجربہ، مختلف الخیال لوگوں کی رفاقت اور ہم نشینی کی بدولت بنتے
ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔ جس گھر میں کوئی جنم لیتا اور جن روایات میں پرورش
تا ہے۔ گرد و پیش کے جن حالات کا اُسے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اچھی یا بُری
بت اور رفاقت جو اُسے میسّر آتی ہے، یہ سب مل کر اس کی عادات و خصائل،
ار و اعمال کا ایک سانچہ تیار کرتے ہیں۔ یہ گویا گلِ کُوزہ کے لیے کُوزہ گر ہوتے
۔ جو بھی اس سانچے میں سے نکلتا ہے، بعینہٖ ایسا ہی ہوتا ہے، جیسا کہ اس سانچے کی

گلِ خوش بُوئے در حمّام روزے — رسید از دستِ محبُوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بُوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بُودم — ولیکن مُدّتے با گل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

Marfat.com

شکل وہیئت یا اُس کے اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں۔ بشر کا مزاج اور اس کا فـ
وانفعال محض حالات کی پیدا وار ہیں۔ اندرُونی اور بیرُونی حادثات اُس کی تشکیل
ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہی اس کے ردِّ عمل اور زاویۂ نگاہ کو متعیّن کرتے ہیں۔ یہی ا
کی راحت اور افسُردگی، کامرانی اور ناکامی کا مُوجب ہوتے ہیں اور وقت کا د
اس بے بس مخلُوق کو خاروخس کی طرح بہائے لیے جاتا ہے ؎

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

خالقِ عالم نے کسی کو حسّاس اور زُود رنج بنا دیا اور کسی کو مزاح اور شگفتہ مزا
ودیعت فرمائی۔ کوئی غُصّہ وَر اور کینہ پرور ہے اور کوئی فراخ دل اور فیاض ہے۔ کـ
کی بُلندیِ طبع اور وسعتِ قلب اُسے بھُول جانے اور خطا کار سے درگزر کرنے پ
مجبُور کرتی ہے اور کوئی ایسا دُوں ہمت اور مُنتقم مزاج ہے کہ بغض و کدورت کے باعـ
نہ تو کسی کی خطا کو بھُول سکتا ہے نہ اُسے بخش دینے کی استطاعت رکھتا ہے بلکہ دل
کی کھیتی میں کینہ و نفرت، رنج و ملال، تلخی اور عداوت کے بیج بوتا ہے۔ جس سے و
نہ صرف دوسروں کی آزُردگی کا باعث بنتا ہے بلکہ اپنے لیے بھی یاس و حرماں او
کُلفت و افسُردگی کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ کسی میں صلۂ رِحمی اور عصبیت کا جذبہ شد
ہے اور کوئی قطعِ رحمی اور ترکِ تعلقات پر تُلا ہوا ہے۔ کوئی اپنے عزیزوں کا پردہ پو
ہے اور کوئی شب و روز اُن کی عیب جوئی کرتا ہے۔

کوئی زر دوست ہے اور کوئی ایثار پیشہ، کوئی مُمسِک اور کوئی مُسرِف، کوئی طا
اور کوئی قانع کوئی خسیس کوئی جوّاد، کوئی طالبِ دُنیا کوئی جویائے آخرت، کوئی صاد
کوئی کاذب کوئی مخلص اور بے ریا، کوئی بے وفا اور حیلہ جُو کوئی صاف باطن، کو
کج نہاد، کوئی جاں نثار کوئی مطلب پرست، کوئی غیرت مند، کوئی دیُّوث، کو
شرم کا پُتلا اور حیا کا پیکر اور کوئی شرم و حیا سے عاری، کوئی بزدل کوئی شجاع، کوئ
عافیت کوش، کوئی خطر پسند، کوئی سیلاب کا مُنہ موڑ دینے والی چٹان کی مانند

Marfat.com

اور ثابت اور کوئی خس و خاشاک کی مثل بہ جانے والا سُبک اور ناتوں، کوئی اَبلہ، کوئی زیرک، کوئی غافل، کوئی محتاط، کوئی کم نگاہ، کوئی دُور اندیش، کوئی مجہول، کوئی معقُول، کسی کا فکر فلک پیما اور کسی کا دماغ مفلوُج، کوئی دولتِ ایمان سے بہرہ وَر اور کوئی سرمایۂ یقین سے بے نصیب کوئی ہم میں سے مسلمان ہے اور کوئی کافر و ظالم۔

وَاِنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ (۷۲/۱۴)

کوئی اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے کوئی میانہ رَو ہے اور کوئی حکم خدا سے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ (۳۵/۳۲)

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیّاد

بعض ہم میں سے نیک ہیں اور بعض اس کے برعکس بُرے اور بدکار۔ ہم سب مختلف راہوں پر گام زن ہیں۔

وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا (۷۲/۱۱)

یہ طبائع کا تضاد، خواہشات کا تباین اور افعال و اعمال کی بُوقلمونی یا تو خدا کی پیدا کردہ ہیں یا اُس کے پیدا کردہ اسباب اور محرّکات کا نتیجہ ہیں۔ سیلاب آیا تو ہم ڈُوبے کیچڑ ہوا تو ہمارے پاؤں پھسلے۔ اُس نے قعرِ دریا میں ہمیں تختہ بند کیا تو موجیں ہمارے سر سے گزر گئیں ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

طُوفان خیز ہوائیں کس نے اُٹھائیں، جن میں ہم غبارِ راہ کی طرح اُڑ گئے۔ حادثات کون برپا کرتا ہے، جن میں ہم مُبتلا ہوتے ہیں؟ ترغیبات و تحریصات کا

Marfat.com

دام ہم رنگِ زمیں کس نے بچھایا، جس میں ہم نادان و مجبور گرفتار ہو کر رہ گئے؟ ؎

بر رہگزرم ہزار جا دام نہی ؎ باز گوئی کہ بگیرمت اگر گام نہی

یک ذرہ ز حکمِ تو جہاں خالی نیست حکم تو کنی دعاصیم نام نہی

کہنے کی بات نہیں اور کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ گناہ پر اختیار[1] نہیں گناہ میں لذّت کس نے رکھی اور ہم میں ممنوعات کی رغبت کس نے ڈال دی؟

اَلنَّاسُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ

گفتگوُ آئینِ درویشی نبوُد ؎

ورنہ ما تو ماجراہا داشتیم

نفسانی خواہشات میں اس قدر لطف اور اتنی شیرینی ہوتی ہے کہ اگر نفس ایک بار اُن کا ذائقہ چکھ لے تو پھر اُنہی لذّتوں میں کھو جاتا ہے۔ ان خواہشوں میں حلاوت کس نے رکھ دی اور گناہ میں نفرت و کراہیت کی بجائے لُطف و لذّت کس نے پیدا کی؟ ہم میں نیّت اور عمل دونوں کا خالق خدا ہے۔ ہمارے ارادوں کی باگ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ جو بھی ہم ارادہ کرتے ہیں یا اُسے عمل میں لاتے ہیں، اُس کے اسباب پہلے سے موجُود ہوتے ہیں یا اُسی وقت جمع ہو جاتے ہیں اور ہم اپنے آپ کو عمل پر مجبُور پاتے ہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں چور چھپا بیٹھا ہے تو اُس چور کو اُسی نے ہمارے اندر متمکّن اور جاگزیں کیا ہے۔ اگر نفسِ امّارہ ہمیں معصیت کی ترغیب دیتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (۱۲/۵۳)

تو نفسِ امّارہ کو اُس نے ہی پیدا کیا ہے۔ اُسی نے انسان کو خلق کیا اور وہی خُوب جانتا ہے کہ ہمارا نفس ہمارے دل میں کیا کیا وسوسے پیدا کرتا ہے۔

---

[1] ؎ گناہ اگرچہ نبوُد اختیارِ ما حافظؔ

تُو در طریقِ اَدب باش وگو گناہِ منست

Marfat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ (۵۰/۱۶)

جب یہ کہتا ہوں کہ بس دنیا پہ اب تُف کیجیے
نفس کہتا ہے ابھی چندے توقّف کیجیے

اگر ابلیس ہمیں بُرائی پر اُکساتا اور قلوبِ انسانی میں ہر دم شکوک و شبہات ڈالتا ہے۔

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (۱۱۴/۵)

تو ابلیس بھی تو اللہ کا مامور ہے

مرا گوئی کہ از شیطاں حذر کُن
بگو با من کہ اُو پروردہ کیست

اُس نے یہ کھلا دُشمن ہمارے پیچھے ڈال رکھا ہے جو ہمیں بُرائی اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے اور ہم اُس کے ہاتھ میں کھلونے بنے ہوئے ہیں۔

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ (۲/۱۶۸-۱۶۹)

وہ بڑا فریب کار ہے۔ خدا کی ذات اور اُس کے مواعیدِ حقّہ کی نسبت۔

وَاعْدَ اللہِ حَقٌّ

ہمیں دھوکے میں رکھتا ہے۔

وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللہِ الْغَرُوْرُ (۳۵/۵)

اور وہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہمیں انتہائی گمراہی میں ڈال دے۔

وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (۴/۶۰)

خدا نے اُسے یوم نشور تک مُہلت دی کہ وہ ہمیں للکارے اور ہراساں کرے اور اپنے سوار اور پیادے، ہم پر چڑھا لائے

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ وَاَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ (۱۷/۶۴)

ہمیں پامال کردے اور ہماری ذریّت کی جڑ کاٹ ڈالے

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۷/۶۲)

وہ ہماری تاک میں بیٹھے اور ہم ناتوانوں پر آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں چاروں طرف سے حملہ آور ہو اور صراطِ مستقیم سے ہٹا دے۔

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ (۷/۱۶-۱۷)

ہمیں زمین میں بہاریں دکھلائے اور گمراہ کرے۔

لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۱۵/۳۹)

اور بڑے بڑے دانش مندوں کو راہ سے روک دے۔

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ (۲۹/۳۸)

انہیں ایسی ترغیب دے جس کی عام انسان تابِ مقاومت نہیں لا سکتے اور اللہ نے صرف اپنے برگزیدہ بندوں کو یہ قوّت دی ہے کہ اس سے محفوظ رہ سکیں۔

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (۱۵/۴۲)

شیطان نے خدا کی عزّت کی قسم کھا کر کہا کہ میں جملہ خلائق کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوں گا۔ ہاں اس اغوائے عام سے اللہ کے چند مخلص اور منتخب افراد ضرور بچ رہیں گے جو کسی طور بھی میرے قابو میں نہ آئیں گے۔ اُن پر میرا سحر نہیں چلنے کا اور میں انہیں ورغلانے یا بہکانے میں کامیاب نہ ہو سکوں گا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (۳۸/۸۲-۸۳)

اُس کے فتنے سے صرف وہی محفوظ رہ سکتا ہے جس پر ربِ غفور و رحیم خود رحم فرمائے، ورنہ اس سے مطلق امان نہیں۔

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۲/۵۳)

شیطان کے زور اور تصرّف کا تو یہ عالم ہے کہ اولوالعزم رسول اور انبیائے کرام بھی اس کے القا سے مامون و مصئون نہ رہ سکے۔ ابلیس لعین نے اُن کے خیالات میں اپنی ہدایات اور احکام کو ملا دیا۔ جنہیں بالآخر خُدا نے منسوخ اور اپنی آیات کو محکم کیا

Marfat.com

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ (۲۲/۵۲)

اور جو لوگ ایمان نہیں لائے، خدا نے شیاطین کو اُن کا دوست بنا دیا ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۷/۲۷)

اور شیطان کے لیے یہ مُقدر ہو چکا ہے کہ جس کا وہ دوست بنے، اُسے گُمراہ کرے اور دوزخ کی طرف ہانک لے جائے۔

کُتِبَ عَلَیْہِ اَنَّہٗ مَنْ تَوَلَّاہُ فَاَنَّہٗ یُضِلُّہٗ وَیَھْدِیْہِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ (۲۲/۴)

خدا نے ہمارے لیے شیطانوں کو ہم نشین مقرر کر دیا ہے کہ وہ ہمارے اگلے پچھلے اعمالِ بد کو مُزیّن کریں اور انہیں ہماری نگاہوں میں اچھا دکھلائیں۔

وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَھُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ (۴۱/۲۵)

ے
من غافل و دیو ہم نشینم
من خُفتہ و فتنہ در کمینم

خدا نے حضرتِ آدم اور اُن کی بیوی کو جنّت میں رکھا اور اُن سے کہا کہ باغ جناں میں جہاں سے چاہو، بافراغت اور سیر ہو کر کھاؤ، لیکن ایک درخت کی نسبت صریحاً حکم دیا کہ اِس کے پاس نہ جانا۔

وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ (۲/۳۵)

مگر شیطان نے جو رحمان کا نافرمان۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا (۱۹/۴۴)

اور انسان کا صریح دشمن ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۱۲/۵)

آدم اور حوا دونوں کو ڈگمگایا۔

Marfat.com

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا (۲/۳۶)

اور وہ اُس کے بہکانے میں آگئے، جس کی پاداش میں اُنہیں جنّت سے
پڑا اور اُن کا ہبُوط واقع ہوا۔

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا (۲/۳۶)

پس جب ابوالبشر، جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور جو اُوالعزم
اور زمین میں اُس کا نائب اور خلیفہ تھا۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲/۳۰)

اور جسے اُس نے قبل از وقت مُتنبّہ کر دیا تھا کہ زنہار شجرِ ممنُوعہ کا پھل
ورنہ تیرا اور تیری بیوی دونوں کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۲/۳۵)

اُس سے بھی شیطانِ رجیم نہ چُوکا اور اپنا پہلا وار اُسی پر کیا اور یہ کیسا
اور کامیاب وار تھا جس سے آدم سنبھل نہ پایا، وہ بھُول گیا اور اس میں کچھ
عزم وہمّت نہ رہی۔

فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (۲۰/۱۱۵)

پھر اَولادِ آدم کی کیا بساط ہے کہ شیطان کے فریب سے بچ سکے ؎

خُوئے آدم دارم، آدم زادہ ام
آشکارا دم بہ عصیاں می زنم ؎

یہ سراسر خدا کا کرم ہے کہ وہ ہم میں سے جسے چاہے، شیطان کی یُورشِ پیہم
سے بچائے رکھے، ورنہ اگر اُس کا فضل ہمارے شاملِ حال نہ ہو تو ہم سب کے
سب شیطان کے تابع ہو جائیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (۴/۸۳)

اُس کے ڈگمگا دینے والے وسوسوں سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (۷/۲۰۰)

۵ احوال شد از زشتئ اعمال تباہ — جز فضلِ خدا نیست دگر جائے پناہ
ہر چند کہ من ضعیف و ابلیس قوی است — لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

شیطان جس کا بھی ساتھی اور رفیق ہوا، وہ درحقیقت اُس کا بُرا ساتھی اور رفیق ہوا۔

وَمَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَہٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا (۴/۳۸)

جو انسان کو محنت میں تنہا چھوڑنے والا ہے۔

وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (۲۵/۲۹)

لیکن اگر ربِّ قدیر کی رضا نہ ہو تو شیطان کی کیا مجال ہے کہ ہمارے درپئے آزار ہو اور صراطِ مُستقیم سے ہٹا کر ہمیں قعرِ مذلّت میں ڈال دے۔ حکم الٰہی کے بغیر وہ کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ (۵۸/۱۰)

خُدا کا ہاتھ سب ہاتھوں کے اُوپر ہے۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (۴۸/۱۰)

اُس چھپا ہوا ہاتھ تاروں کو جنبش دیتا ہے تو پُتلیاں ناچنے لگتی ہیں۔
وہی مُومنین کے دلوں میں اُلفت ڈالتا ہے۔

وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ (۸/۶۳)

ایسی اُلفت کہ دُنیا کا تمام مال و متاع خرچ کر کے بھی کوئی یہ مہر و مُحبّت اُن کے دلوں میں نہ ڈال سکتا تھا۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ (۸/۶۳)

اور اُسی نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا۔

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا (۳/۱۰۳)

اُن کے دلوں میں ایمان کی مُحبّت ڈالی، اسے آراستہ کیا اور کفر و فسوق اور عصیاں سے نفرت پیدا کی۔

اَللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ (۴۹/۷)

وہ مسلمانوں کے قلوب سے غُصّہ کو دُور کرتا ہے۔

وَیُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ (۹/۱۵)

مومنین اور صالحین کا بُغض اُن کے دلوں سے نکال دیتا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ (۷/۴۳)

اس کے برعکس وہ کافروں کو ان کے غُصّے میں لوٹاتا ہے۔ اُن کے نصیب میں بھلائی نہیں ہوتی۔

وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا (۳۳/۲۵)

کفّار کے پاس جو رسول بھی آتا، وہ اس کی تضحیک کرتے۔

وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ (۱۵/۱۱)

اور یوں اللہ نے خود اُن مجرمین کے دلوں میں استہزا ڈال دیا۔

کَذٰلِکَ نَسْلُکُہٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ (۱۵/۱۲)

اُسی نے پیروانِ عیسٰی بن مریم کے دلوں میں شفقت اور رحمت ڈالی۔

وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً (۵۷/۲۷)

اور اُسی نے دو فرقوں کے درمیان قیامت تک عداوت اور کینہ رکھ دیا

فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (۵/۱۴)

اُن کے دلوں میں نفاق پیدا کیا۔

فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ (۹/۷۷)

جنہوں نے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں مال و دولت عطا کرے گا تو ہم خیرات کریں گے، مگر جب اللہ نے ان پر کشائش کی تو وہ بخل کرنے لگے۔

فَلَمَّآ اٰتٰھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا بِہٖ وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۹/۷۶)

اُس نے جسے کوئے نیک نامی میں سے گزرنے دیا، وہ مقبولِ انام ہوگیا

اور جس کے لیے رسوائی لکھ دی، وہ مقہورِ خالق اور مردودِ خلائق ٹھہرا۔

ے درکوئے نیک نامی مارا گزر ندادند
گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

اُسی کے فضلِ کثیر سے ہم اُس کی راہ پا سکتے ہیں اور وہ راہ نمائی نہ کرے تو ہم ہرگز راہ نہیں پا سکتے۔

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (۷/۴۳)

وہ رحم و کرم سے میری طرف نگاہ کرے تو میرے دل کی تاریکی اجالا بن جائے، وہ رفیقِ سفر یا راہ نما ہو تو اپنے بندے کو اندھیرے سے نکال کر نور میں لے چلے،

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (۲/۲۵۷)

اور یہ نورِ ہدایت صرف اُسے نصیب ہوتا ہے، جسے وہ چاہے۔

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (۲۴/۳۵)

اُسے منظور ہو تو مجھ سے روشنی چھین لے اور مجھے تاریکیوں میں چھوڑ دے۔ میں ایسے بیابانوں میں بھٹکتا پھروں، جہاں سے راستہ نہیں ملتا۔ نُور عطا کرنے والا بھی خدا ہے اور نُور کو لے جانے والا بھی وہی ہے۔ اور جب وہی مجھ سے میرا نور لے جاوے تو اس کے سوا اور کیا ممکن ہے کہ ظلمتیں ہر سمت سے مجھے گھیر لیں۔

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (۲/۱۷)

فی الحقیقت جسے خدا نے روشنی نہ بخشی، اُس کے لیے کہیں روشنی نہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (۲۴/۴۰)

ے آں را کہ ہدایتے رساند انداز ہ کرا کہ داستاند
واں را کہ کند ز روشنی دُور آں کیست کہ باز بخشدش نُور

وہ اُجالے کے بغیر اندھیرے میں ٹٹولتا پھرتا ہے اور متوالے کی طرح لڑکھڑاتا ہوا چلتا ہے۔ جو اس کی ملاقات کے بارے میں متشکّک یا اس سے ناامید ہیں، وہ اُن کی گمراہی میں انہیں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے۔

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۱)

جنہیں خدا نے اپنے ذکر کی لذّت اور شیرینی عطا کی ہے، وہ اس کیف وسرور میں شاد اور مست ہیں، مگر وہ چاہے تو کسی کے دل کو اپنی یاد سے غافل بھی کر دیتا ہے۔

اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (۱۸/۲۸)

میرا ذکر و فکر اور ذوق و طلب بھی تو اس کے کرم کا صدقہ ہے ؎

ایں طلب در ما، ہم از ایجادِ تُست
رُستن از بیداد یارب! دادِ تُست

اُس کی قضا کو کون بدل سکتا ہے یا اس سے انحراف کی کسے ہمّت ہے۔ ہم اُس راہ پر چلنے کے لیے مجبور رہیں، جس پر خدا نے ہمیں ڈال دیا ہے ؎

ہر جا کہ می بُرد، منِ بے چارہ می روم
باشد عنانِ من بہ کفِ اختیارِ دوست

وہی آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر اور اہتمامِ خشک و تر کرتا ہے

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ (۳۲/۵)

ہم پابندِ سلاسل ہیں اور اپنی خواہش و اختیار سے حالات کے رُخ کو نہیں پھیر سکتے۔ تقدیر محض تدبیر کی ناکامی یا بے تدبیری کا نام نہیں بلکہ خدا نے اس کے بندھنوں میں ہم سب کو جکڑ رکھا ہے۔ زمین پر کوئی چلنے یا رینگنے والا نہیں، جس کی چوٹی اُس کے ہاتھ میں نہ ہو۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا (۱۱/۵۶)

اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا، نہ رَطب و یابِس میں کوئی ایسی چیز ہے، جو پہلے ہی کتابِ مبین یا لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶/۵۹)

اُس نے ہر شے کو لکھ کر ضبط و محفوظ کر لیا ہے۔

Marfat.com

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا (۲۸/۷۸)

اب اُن امور کو لیجئے اور ان آیات پر غائر سی نظر ڈالیے جن سے ہمیں آزاد، خود مختار اور مطلق العنان ہونے کا گمان ہوتا ہے یہ تسلیم کہ خدا ہمارے افعال و اعمال سے واقف ہے اور ہمیں اُن کا بدلہ بھی دے گا۔

وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۳۹/۷۰)

لیکن جس طرح اُسے کامل اختیار ہے کہ ہمارے کیے کی ہمیں جزا یا سزا دے بلکہ یہ بھی اختیار ہے کہ ہم میں سے جسے چاہے، اُس کے غرقِ ذنوب ہونے کے باوجود بخش دے اور کسی اَور سے جو اُنہی گناہوں کا مُرتکب ہوا ہو، شدید مواخذہ کرے۔ کیا اسی طرح ہمیں بھی اپنے اعمال پر کامل قدرت اور اختیارِ تام حاصل ہے؟ کیا اُس کی مشیّت سے ٹکر لینے کی ہم میں تاب اور مجال ہے؟ کیا ہم قطعی آزاد ہیں اور ہمارے عزائم اور افعال میں کوئی داخلی یا خارجی موانع حائل نہیں؟

مانا کہ پیروی اور اِتباع کے لیے ہدایت آگئی اور خدا کی طرف سے حق نازل ہو چکا۔ اب جو بھی حق کو قبول کرے اور راہِ ہدیٰ پر چلے، اس میں اس کی اپنی جان کا بھلا ہے اور جو گمراہی اختیار کرے وہ اپنی جان کا وبال لیتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ يُضِلُّ عَلَيْهَا (۱۰/۱۰۸)

یہ بھی حقیقت ہے کہ کفر و ایمان کی سرحدیں واضح اور ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔ نزُولِ حق کے بعد ہم میں سے جو چاہے، کُفر کی کشادہ راہوں پر چل نکلے اور جو چاہے ایمان کی تنگ وادیوں میں پرہیز کا دامن سکیڑ کر چلے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (۱۸/۲۹)

لیکن کُفر کی شقاوت اور ایمان کی سعادت ہمیں اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ ہم از خود نہ اُسے انتخاب کر سکتے ہیں نہ اختیار۔ کافر اور مُومن کی مثال واقعی ایسی ہے کہ ان میں ایک تو اندھا اور بہرا ہے اور دُوسرا بینا اور شُنوا۔

Marfat.com

مثلاً ؛ لفریقین کالاعمیٰ والاصم والبصیر والسمیع (۱۱/۲۴)

یہ دونوں برابر نہیں لیکن ہمیں بصارت اور سماعت کون عطا کرتا ہے کون ہے جو اندھے کو آنکھیں اور بہرے کو کان بخشتا ہے ؟

آدمی کا دل اور زبان، ہاتھ اور پاؤں اور تمام اعضا وجوارح اسی نادرِ مطلق کے کُلّی اختیار میں ہیں، وہ چاہے تو اُن سے کوئی فعل صادر ہو اور نہ چاہے تو اُس کا صدُور محال ہو جائے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ (۶/۱۱۲)

وہ مُوجدِ افعالِ عباد ہے، وہ مُقدّرِ اعمالِ انسانی ہے۔ وہ جس طرح بندوں کا خالق ہے، اُسی طرح اُن کے اعمال کا بھی خالق ہے۔

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (۳۷/۹۶)

پھر کیا ہم اُسے ہدایت پر لانا چاہتے ہیں، جسے خدا نے گمراہ کیا۔ حالانکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ جسے وہ گمراہ کرے، اُس کے لیے ہم مطلق راہِ ہدایت نہیں پا سکتے۔

اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَھْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا (۴/۸۸)

ہم ہیں نُدرتِ گناہ اُس نے پیدا کی۔ ہمیں وہ اسباب و مواقع مہیّا کیے جو ہمارے دامن کو عصیاں و ذنوب کی طرف کھینچتے ہیں اور ہم کشاں کشاں چلے جا رہے ہیں اسی نے ہمیں ارتکابِ افعال کا ارادہ دیا۔ پس بظاہر فاعل ہونے کی حالت میں بھی ہم اُس سے منفعل اور اثر پذیر ہیں۔

یوں تو سیئات وحسنات دونوں کو اُسی کی طرف نسبت ہے۔

کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (۴/۷۸)

مگر وہ جو بھی کرتا ہے، اُسے خیر ہی کہا جاتا ہے اور شر کو اس کی جانب منسوب کرنا یا ذمہ لگانا سُوءِ ادب معلوم ہوتا ہے۔ وہ کسی بندۂ بے وقار کو عزت و وقار بخشے یا کسی صاحبِ قدر و منزلت کو ذلیل و رسوا کر دے۔ اس کی دی ہوئی

Marfat.com

ہر چیز بھلی ہے، اُس کی ہر عطا بے خطا ہے، اس کے ہاتھ میں خیر ہی خیر ہے۔

بِیَدِکَ الْخَیْرُ (۳/۲۶)

مخلوقات کے اعمال کا محاسبہ تو واجب اور اس پر تنقید روا ہے، لیکن پروردگار سے باز پُرس کی کسے مجال ہے؟

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ (۲۱/۲۳)

اس لیے یہی اقرار کرتے بن آتی ہے کہ ہم ہی حد سے بڑھ گئے، ہمیں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اللہ کی رحمت اور بخشش کے سوا ہمارا ٹھکانہ نہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۷/۲۳)

ہمیں انکار نہیں کہ خدا ہمارے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کرے گا اور ہم پر ظلم نہ ہونے پائے گا۔

وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (۳۹/۶۹)

مگر وہ جو مالک و مختار ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، بلا شرکتِ غیرے واحد ہے، واحد و لاشریک اور مختارِ کُل، بنانے والا، پیدا کرنے اور پالنے والا، زندہ رکھنے اور مارنے والا۔ اُس پر ظلم اور فعلِ ناحق کا اطلاق ہی باطل ہے۔ ظُلم کو اس کی طرف کون منسوب کرے اور کون اُس کے کسی فعل پر ناانصافی کا حکم لگائے چھوٹے مُنہ سے بڑی بات کیونکر نکلے؟ لیکن ہماری اس کم نصیبی اور شومِ بختی کا کیا مداوا کہ طبیعت مائل بہ بدی ہے۔ ہم کسی طور بھی گناہ سے بچ نہیں سکتے اور پرواز کی بجائے اُفتاد ہمارا مُقدر ہے ؎

جو دُونیِ فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اس مُرغکِ بے چارہ کا انجام ہے اُفتاد

ہم مصائب میں گھرے ہوئے، آفاتِ ارضی و سماوی میں مُبتلا اور معصیت کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جس قدر خلصی کی تدبیر کرتے ہیں، ناکامی کا مُنہ دیکھتے ہیں،

Marfat.com

جتنا ہاتھ پاؤں مارتے ہیں بیکار ثابت ہوتا ہے اور کیچڑ میں اور دھنستے چلے جاتے ہیں ؎

بہ آب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

لاریب حق تعالیٰ کسی قوم یا فرد کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا۔ جب تک لوگ خُود خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوں اور اپنے دلوں کے خیال نہ بدلیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (۱۳/۱۱)

لیکن تائیدِ ایزدی کے بغیر کون اپنے حالات اور خیالات کو بدل سکتا ہے! انسانی قلوب تو محض ظرُوف ہیں، جن میں کُچھ ڈالنے والا انسان خود نہیں۔ اس کے سوا کوئی اَور ہے۔ اچھے خیال خدا کی طرف سے القا ہوتے ہیں اور بُرے خیال شیطان دلوں میں ڈالتا ہے اور صدُورِ اعمال کا کسی صُورت میں بھی ہمارے ارادے اور پسند، سعی اور تدبیر پر انحصار نہیں۔ قلبِ ماہیت یا قساوتِ قلوب دونوں من جانب اللہ ہیں ؎

خواہم بہ بلندی بگرا ایم لیکن
خُود ہمتّت پست دادہ ای چہ کنم

اس میں کلام نہیں کہ قرآن مجید اوامر و نواہی سے پُر اور وعدہ و وعید سے لبریز ہے۔ مُومنین نیک کردار کے لیے جنّتِ نعیم کا مُژدہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۱/۲۳)

لیکن ترکِ کُفر اور حصُولِ ایمان تو فقط اللہ کے فضل پر مُنحصر ہے۔ احکام کی بجاآوری اور ممنوعات سے اِجتناب اُس کی ہدایت کے بغیر مُمکن نہیں، بجُز اُس کی اعانت کے نہ تو ہم ایمان سے مُشرّف ہو سکتے ہیں، نہ اعمالِ صالحہ پر قادر اور نہ ہی ہماری نیکیاں ہمیں فردوس کی ابدی زندگی سے بہرہ ور کرنے کی کفیل بن سکتی ہیں۔ جیسے خدا

Marfat.com

راہ دکھاتا اور توفیقِ عمل دیتا ہے، وہی راہ یاب ہوتا اور نیکی کے راستہ پر چلنے لگتا ہے اور جسے وہ راہ سے بے راہ کر دے، اُس کے لیے کوئی اور ہادی و رہنما نہیں ہو سکتا، نہ وہ فائز المرام یا جنّت مقام ہوتا ہے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (۱۸/۱۷)

ہاں جسے خُدا گمراہ کرے، وہی بد اعمال اور زیاں کار ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۹/۱۷۸)

اور ہماری بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ ہم اپنے کسب، اپنی محنت اور اپنی کمائی پر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا (۲/۲۶۴)

زندگی سراسر ایک جُوا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ داؤ میں ہماری ہار ہو گی یا جیت۔ یہ عمیق سمُندر میں غوّاصی ہے اور کَون جانے کہ اِس غوطہ زنی میں ہمارے ہاتھ کیا آئے گا۔ کسی کوشش کرنے والے کو اُس کی کوشش خدا کے مقابل مفید نہیں ہو سکتی۔ جس سے وہ کچھ روک لے، اسے کوئی دینے والا نہیں اور جسے کچھ عطا کرے، اُسے کوئی روکنے والا نہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

ہم مالکِ خیر و شر نہیں۔ اپنی جان کے بھلے اور بُرے کا اختیار نہیں رکھتے اور نفع و نقصان کا مشیّتِ الٰہی پر مدار ہے۔

لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (۷/۱۸۸)

انسانی مجبوری کا بھید کتنا عجیب اور کِس قدر حیرت افزا ہے لیکن سچّی بات یہی ہے کہ صرف وہی قادر و قیّوم اور مُختارِ کل ہے اور ہم سب مجبُورِ مُطلق۔ دونوں جہان اُسی کے اقتدار میں ہیں۔

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى (۵۳/۲۵)

وہ اپنے امر پر غالب ہے اور اس عالم میں سبھی کچھ اُس کے حکم، اُس کے ارادے اور اُس کی تدبیر سے ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ اس راز سے آگاہ نہیں۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۲/۲۱)

۵

دردستِ دیگر بست سفید و سیاہ ما!

باروز و شب بہ عربدہ بُودن چہ احتیاج

کوئی شئے بھی اُس کی قدرت سے باہر اور مشیّت سے خارج نہیں بلکہ وہ ہمارے احوال وظروف اور عالمِ کون ومکاں کے وقائع وحوادث پہلے سے مُقدّر کر چکا ہے۔ وہ راہِ ہدایت پر چلاتا ہے تو ہم اُس پر چلنے لگتے ہیں اور گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے تو بھٹکتے پھرتے ہیں اور راہ نہیں پاتے بلکہ اُس نے اہلِ ہوا کو تو اُن کے علم و آگاہی کے باوجود گمراہ کر دیا۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ (۴۵/۲۳)

اور جب رسول تعلیم وہدایت کے لیے قرآن پڑھتا ہے تو رسول اور اُن کے درمیان، جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، خدا ایک پوشیدہ پردہ ڈال دیتا ہے اور حقیقت کا چہرہ اُن کی نگاہوں سے مستُور رہتا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (۱۷/۴۵)

غرض بقول ابنِ قیّم "وہ چلانیوالا اور ہم چلنے والے ہیں، اور وہ حرکت دینے والا اور ہم حرکت کرنے والے ہیں، وہ کھلانے اور پلانے والا اور ہم خُورد نوش کرنے والے ہیں؛ وہ ہمیں کھڑا کرتا اور قائم رکھتا ہے تو ہم کھڑے ہوتے اور اُستوار رہتے ہیں۔ ساکن کو ساکن اور مُتحرک کو متحرّک کرنے والا وہی ہے۔"

وہی ہم کو خُشکی اور دریاؤں میں لیے پھرتا ہے۔

اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۲۷/۶۳)

وہی کافر کو کافر اور مُومن کو مومن بناتا ہے۔ بندے کا ہر فعل اور عمل اُسی کی

ہدایت اور استعانت پر موقوف اور اُس کی قدرت و اختیار میں ہے اور ہمارے تمام افعال معلوم، مخلوق اور مقدور ہیں۔ یہاں تک کہ کھجوروں کا جو پیڑ مسلمانوں نے کاٹا یا اُسے اُس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، وہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (۵۹/۵)

یہ ممکن نہیں کہ ہم جس بات کی آرزو کریں، وہ ضرور پا سکیں۔

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى (۵۳/۲۴)

بلکہ کسی چیز کی آرزو کرنا بھی تو ہمارے اختیار میں نہیں اور جب تک وہ نہ چاہے، ہم کوئی بات چاہ نہیں سکتے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (۷۶/۳۰)

اس میں شک نہیں کہ ہمارے تمام افعال ارادوں ہی کی بدولت ظہور میں آتے ہیں مگر ارادے بھی تو انسان کے بس میں نہیں۔ لا کلام دل اعمال کا مصدر ہے، نیکی اور بدی کا بھی سرچشمہ ہے لیکن دل پر کسے قابو ہے۔ خدا مقلّب القلوب ہے۔ انسان کا دل اُس کی انگلیوں کے بیچ میں ہے۔ وہ جس طرف چاہتا ہے، اُسے موڑ دیتا ہے اور وہ آدمی اور اُس کے قلب کے درمیان ہو جاتا ہے

اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (۸/۲۴)

دل اور نیتوں، ارادوں اور آرزوؤں کی طرح ہماری عقل بھی پابندِ حالات اور نور وارداتہے۔ آزاد نہیں۔ اس پر بیسیوں محرکات و محرضات اثر انداز ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کی سوجھ بوجھ دوسرے سے جدا ہے۔ لیکن اگر عقل خیر و شر کا امتیاز بھی کرے تو محض نیک و بد کی پہچان سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ کسی چیز کے جان لینے سے راہِ عمل تو متعین نہیں ہو جاتی۔ علم عمل کا ضامن نہیں ہوا کرتا۔

اس عالمِ اسباب میں کوئی بھی فعل سبب کے بغیر سرزد نہیں ہوتا۔ ہر امر مُقدر اسباب کے ساتھ مُقدر ہے۔ اور جب خدا اسباب پیدا کرتا ہے تو اُن اسباب کے نتائج ناگزیر ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

ایک طرح سے انسانی افعال میں اختیار اور اضطرار دونوں شامل ہیں؛ اختیا
اس لحاظ سے کہ نظرِ ظاہر کو اُن میں ارادے اور اکتساب کا دخل معلوم ہوتا ہے او
جبر اِس اعتبار سے کہ ارتکابِ فعل سے پہلے سبب کا ہونا لازم ہے اور اسباب
کا خالق انسان نہیں، اللہ مجدہٗ اُنہیں خلق کرتا ہے۔ اُس نے ہر کسی کو جس مقصد کے
لیے پیدا کیا ہے، اُس کا سامان بہم پہنچایا اور اسباب جمع کر دیے ہیں۔

کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ (حدیث)

دراصل اسباب کی دُنیا میں وہی مُسَبِّبُ الاسباب ہے اور بشر مضطر و محتاج۔
بھلا اور بُرا سب اُس کے ہاتھ میں ہے۔

از مُسَبِّب می رسد ہر خیر و شر

اُس کا ارادہ قلوبِ انسانی میں ارادے کی تخلیق کرتا ہے۔ وہ انسان کے دل او
اعصاب، ظاہر اور باطن پر چھایا ہوا ہے اور انہیں گھیر رکھا ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (۱۵/۶۰)

ان میں تحریک اس کے حکم سے ہوتی ہے اور وہی صدورِ اعمال کا موجبِ حقیقی
ہے۔ اُس نے خیر و شر کے ہر کام کی مقداریں مقرر کر رکھی ہیں۔

اَلْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللہِ تَعَالٰی

وہ جو کچھ چاہتا اور ارادہ کرتا ہے، وہی کرتا ہے۔

وَلٰکِنَّ اللہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ (۲/۲۵۳)

اور اُس کے بغیر کسی کا زور و اختیار نہیں۔

مَا شَآءَ اللہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ (۱۸/۳۹)

اُس نے ہر آدمی کا پرندہ یعنی اُس کا مُقَدَّر طوق کی طرح اُس کی گردن میں آوی
کر دیا ہے۔

وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ (۱۷/۱۳)

دنیا میں جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے، اُس کی مشیت سے واقع ہوتا ہے او

Marfat.com

تمام امور اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

وَاِلَیۡهِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّهٗ (۱۱/۱۲۳)

انسان کی روشیں اُس کے بس میں نہیں اور تمام معاملات کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ (۲۲/۴۱)

حلقۂ خیال ہو یا دائرۂ عمل یا نیتوں اور ارادوں کی دُنیا، کوئی جگہ بھی اُس کے سر رشتۂ اقتدار سے باہر نہیں، کہیں بھی وہ عاجز اور بے دخل اور انسان قادر و با اختیار نہیں۔ وہ ایک بے بس اور مجبور تماشائی نہیں، نہ محض دفترِ اعمال کا مُرتّب کرنے والا ہے کہ جو کچھ بھی ہم سے سرزد ہو، وہ اُسے بلاکم و کاست نوٹ کرتا جائے یا کراماً الکاتبین سے رقم کراتا رہے بلکہ وہ قادر اور حاکم ہے اور ارض و سما میں اُس کے سوا کسی اور کا حکم چل نہیں سکتا۔

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الۡحَقَّ وَهُوَ خَیۡرُ الۡفٰصِلِیۡنَ (۶/۵۷)

اس کے برعکس اگر ہم یہ مان لیں کہ اس دار العمل میں ہم ہی کرتا دھرتا ہیں۔ انسان مطلق العنان اور با اقتدار ہے۔ نیکی اور بدی، بھلائی اور برائی، تعمیر اور تخریب، آرائش اور بگاڑ سب ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے اور خدا کو ہمارے کاروبار میں دخل نہیں تو اس گمراہ عقیدہ سے مذہب کی دُنیا یکسر درہم برہم ہو جاتی ہے، یقین و ایمان کی مستحکم بالشان عمارت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔ دُعا اور مُناجات، عبادت اور ریاضت، الحاح اور زاری، توبہ اور استغفار اور قاضی الحاجات سے کرم کی بھیک مانگنا تمام کے تمام افعال عبث ٹھہرتے ہیں۔ اگر قادرِ مطلق ہمارے کاموں میں دخیل اور ہمارا کارساز نہیں تو ہم طلب کے ہاتھ اُس کی طرف کیوں بڑھائیں، اُس کے سامنے تمناؤں کا اظہار کیوں کریں اور احتیاج کا دامن اُس غنی الحمید کے آگے کس لیے پھیلائیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اُس کی رضا سب پر غالب اور اس کا فرمان سب پر فائق ہے اُس کے علم اور ارادے اور فیصلے کے بغیر کچھ بھی مُنصّۂ شہود پر جلوہ فگن نہیں ہوتا۔ ہم

جو کچھ کہتے ہیں، اُس کے حکم سے کہتے اور جو کچھ کرتے ہیں، اُس کی توفیق سے کرتے ہیں۔ انسان کی کیا بساط ہے کہ کوئی کام بھی تنہا اپنی قدرت اور ہمت سے کر پائے۔ اُس کے افعال تو محض استعارے کے طور پر اُس کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، ورنہ حقیقی کارساز اور کارفرما تو اُسی کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔ ہر سکون اور حرکت اُس کی طرف سے ہے اور وہ جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (۸۵/۱۶)

اِسی لیے تو اُس نے ہمیں یہ حکمِ صریح دیا ہے کہ کسی بھی کام کی نسبت یہ نہ کہو کہ میں کل ایسا کروں گا بلکہ یوں کہو کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسا کر سکوں گا۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (۱۸/۲۳-۲۴)

ہم میں سے کوئی ایسا نہیں، جس کا کام اور مقام پہلے ہی سے مقرر نہ ہو چکا ہو۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ (۳۷/۱۶۴)

ہمارے قلوب، ہماری پیشانیاں، ہمارے اعضا و جوارح اور ہمارے خیالات و تصورات سب اُس کے قبضہ میں ہیں۔ اُس نے ہمیں کسی شے پر اختیارِ کامل نہیں دیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيْنَا وَجَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا

جہازِ عمرِ رواں پر سوار بیٹھے ہیں!
سوارِ خاک ہیں بے اختیار بیٹھے ہیں

جب تک وہ ہمیں کام کرنے کی توفیق نہ دے بلکہ اُس سے بھی قبل ہمارے دلوں میں کام کرنے کا ارادہ نہ ڈالے، ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ جب ارادہ کرتا ہے کہ ہم سے کوئی فعل سرزد ہو تو پہلے اس فعل کی رغبت ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند　　　میلِ آں اندر دلش انداختند

پھر اپنی مشیئت کے مطابق ہم سے کام لیتا ہے اور جو کام اُس کی رضائے ازلی کے خلاف ہو، اُس سے ہمیں متنفّر کر دیتا ہے۔ وہ کرم فرمائے تو ہمارے ارادوں اور قوئی کو نافع امور کی طرف راغب کرتا اور مائل بہ کرم نہ ہو تو ہمیں ہمارے نفس کے

سپرد کر دیتا ہے۔ غرض جو کام وہ چاہتا ہے، وقوع پذیر ہوتا ہے اور جسے نہیں چاہتا، وہ ہرگز واقع نہیں ہوتا۔ اُس کی رضا و قضا اور توفیق و اعانت کے بغیر ہم سے کچھ بن نہیں پڑتا۔

پھر جب دراِختیار ہم پر بند ہے تو کیوں نہ ہم اُس کے دیے ہوئے پر راضی ہوں اور اپنے دلوں میں ملال یا جبین پر شکن نہ لائیں اُس سے بہتر ہمارے لیے تدبیر کرنے والا اور خیر اندیش کون ہے۔ ؎

رضا بداده بده وزجبیں گره بکشا!
که برمن وتو درِ اختیار نکشاد است

اُس کی تقدیر سے مفر نہیں اور جب ہم اُس سے بچنا چاہتے ہیں تو اُس کی تقدیر ہی کا سہارا لیتے ہیں۔ کوئی اُس سے بھاگ نہیں سکتا، بچ کر کہیں جا نہیں سکتا ؎

نہ پائے آنکہ بگریزم ز تقدیر
نہ صبرے آنکہ با تقدیر سازم

اور جب ہم امان ڈھونڈتے ہیں تو یہ بھی اُسی میں ملتی ہے۔ اُس کی مشیّت کو صرف اُس کی مشیّت روک سکتی ہے اور اُس کی ایک قضا کو دُوسری قضا۔ پس کیوں نہ ہم تقدیر کی تقدیر سے مدافعت کریں اور قضا کو دُعا سے روکیں۔ جب وہ کسی کو تکلیف میں مُبتلا کرتا ہے تو اُس تکلیف کو دُور کرنے کی قُدرت بھی رکھتا ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ (۶/۱۷)

اُس کے سوا کسی اَور کو یہ مقدور نہیں۔ ہر امر کے ظہور کی ساعت اور ہر بات کا وقت مقرر ہے۔ البتہ صبر اور انتظار لازم ہے۔

کار ہا چوں بوقت موقوف است
وقت را انتظار باید کرد!

؎ چوں ز یک تقدیر خوں گردد جگر
خواہ از حق حکمِ تقدیرِ دگر

تو اگر تقدیرِ نَو خواہی، رواست
زانکہ تقدیراتِ حق لاانتہاست

بشرِ ناتواں کی ہمت نہیں کہ اُس کی قضا کو بدل سکے لیکن اُسے قُدرت ہے کہ جب چاہے، بہ مُقتضائے حالات اپنے فیصلوں میں مناسب رَدّ و بدل کردے یا احکام وقضا پر خطِ تنسیخ کھینچ دے۔ ہر وعدہ لکھا ہوا ہے مگر وہ کتابِ مسطُور میں سے جسے چاہے، جریدۂ عالم پر ثبت رکھے اور جسے چاہے محو کردے۔

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ٥ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (۱۳ / ۳۸-۳۹)

عالمِ امکان میں جن چیزوں پر اُس نے ہمیں ظاہری اور برائے نام اختیار دیا ہے، وہ اختیار بھی اُس کی تابعِ مرضی ہے۔ سارے عناصر ہمارے خادم بھی ہیں اور ہالک بھی۔ قدرت کی جُملہ قُوّتیں ہماری حُکم بَردار بھی ہیں اور ہمارے لیے ہَول ناک اور ضرر رساں بھی۔ اُس نے ہمارے فائدہ کے لیے ہَرے بھرے درختوں سے آگ پیدا کی۔ ہم اُسے سُلگاتے اور جلاتے ہیں۔

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (۳۶ / ۸۰)

اُسے تاپتے ہیں اور وہ ہمیں گرم رکھتی ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (۲۷ / ۷)

اور آگ ہمارے گِرد روشنی بھی کرتی ہے۔ اس سے ہمارا ماحول تابناک ہوتا ہے۔

اَلَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ (۲ / ۱۷)

لیکن اگر وہ چاہے تو یہی آگ ہمیں اور ہماری ہر چیز کو جلا کر راکھ بھی کرسکتی ہے۔

"کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اُس کے پاس کھجُور اور انگور کا ایک باغ ہو، جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اور وہاں اُس کے لیے ہر طرح کا میوہ دست یاب ہو اور پھر وہ شخص ضعیف العُمر ہو جائے اور اُس کی اَولاد صغیر ہو اور تقدیر سے اس باغ پر بگولا آئے، جس میں آگ ہو اور وہ اس باغ کو جلا دے۔"

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ

ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَاَصَابَهَا اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ (۲/۲۶۶)

یہ بات ہمیں انتہائی ناگوار اور ناقابلِ برداشت کیوں نہ ہو مگر جو ہونی ہے، وہ بہرحال ہو کر رہتی ہے۔ ہماری آزردگی اور افسردگی، غم اور اندوہ اسے ٹال نہیں سکتے۔ ہماری پسند و ناپسند سے قطع نظر، باغ کو اگر جلنا مقدر رہے تو آگ اُسے جلا کر رہے گی اور اشجار و اثمار کو بھسم کر دے گی۔

بخلاف اس کے جب خدا کسی بچانا چاہے تو یہ بھی اُس کے لیے دُشوار نہیں۔ ایمان داروں کے باپ اور اللہ کے حکم بردار بندے ابراہیم (علیہ السّلام) نے جب اصنام پرستی کی خوب مذمّت اور خدائے واحد و برحق کی زوروں سے تبلیغ کی تو اُس کی قوم نے انتہائی غیظ و غضب میں آکر اُس کے لیے آگ بھڑکائی اور کہا کہ اِس کو اسی آگ میں جلا کر خاک کر دو اور اپنے خداؤں کو اس بُت شکن کے ہاتھوں سے بچا لو۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ (۲۱/۶۸)

مگر قُدرتِ خداوندی سے دہکتے ہوئے انگار اُس کے لیے پھولوں کی سیج بن گئے۔ خدا نے آگ کو حکم دیا کہ ٹھنڈی ہو جا۔ تیزی تپش اور التہاب سے ابراہیم کے بدن کا ایک رُواں بھی جلنے نہ پائے بلکہ ان شعلوں میں سے وہ امن و عافیت سے ساتھ صحیح و سالم باہر نکل آئے۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۲۱/۶۹)

اور بالکل ایسا ہی ہوا۔ آتشِ سوزاں کے شعلہ ہائے جوّالہ، جو نہ صرف جُھلسنے بلکہ جلا کر خاکستر کر دینے کی خاصیّت رکھتے تھے، اُسے مطلق گزند نہ پہنچا سکے۔ نار اُس کے لیے گلزار ہو گئی۔

خداوندِ کریم نے برق کو ہمارے قابو میں کیا۔ یہ ہمیں روشنی اور تمازت بہم پہنچاتی ہے، یہ نُور بھی ہے اور نار بھی اور قوّت بھی جو حرکت پیدا کرتی اور ہمارے لیے انواع و اقسام کی خدمات بجا لاتی ہے۔ مگر اُس کی مرضی ہو تو یہی رعد و برق ہماری غارت گری کا موجب بن جاتی ہے، ہماری آنکھیں اُچک لیتی ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ (۲۰/۲)

اور موت کے ڈر سے ہم اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہیں

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ (۱۹/۲)

یہ بجلی کی کڑک ہی تو تھی جس نے قوم ثمود کو آ پکڑا۔

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ (۱۷/۴۱)

اور اس چنگھاڑ سے وہ ایسے ہو گئے، جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑ۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ (۳۱/۵۴)

یہ بجلی کا کوندا ایک ضرب المثل بن گیا۔ اللہ کا رسول لوگوں کو عذاب سے ڈرانا تو صاعقۂ عاد و ثمود کی مثال دیتا۔

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ (۱۳/۴۱)

اُس نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک کڑک سے ڈراتا ہوں جیسے عاد و ثمود کی کڑک تھی۔

خدا کی مشیت کے تحت ہوا ہماری خدمت پر مامور ہے اور اسی پر مدارِ حیات ہے۔ اگر یہ چند لمحوں کے لیے بھی بند ہو جائے تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے یہ ہمارے بادبانوں کو بھر دیتی ہے اور کشتیوں کو لیے پھرتی ہے اور ہم اس کے چلنے سے بہت خوش ہوتے ہیں

اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا (۲۲/۱۰)

پھر ان کشتیوں پر ہر طرف سے طوفانی ہوا آتی ہے اور ہم، جو کشتی میں سوار ہیں، سمجھتے ہیں کہ گھر گئے۔

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ (۲۲/۱۰)

خدا اچانک بادِ مخالف کا ایک زبردست جھونکا یا طوفان بھیجتا ہے جو ہمیں غرق کر دے۔

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ (۶۹/۱۷)

Marfat.com

یہی ہوا ایک زناٹے کی آندھی کی صورت میں سات منحوس راتیں اور آٹھ بدشگون اور نامبارک دن قومِ عاد پر چلتی رہی اور اُس نے آدمیوں کو یوں اُکھاڑ پھینکا اور اُنہیں برباد و منتشر کر دیا، جیسے اُکھڑی ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہوتے ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ (۵۴ / ۱۹-۲۰)

اُن میں کوئی بچا ہوا نظر نہ آتا تھا

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (۶۹ / ۸)

خدا نے قومِ لوط پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا (۵۴ / ۳۴)

اور اُنہیں تہس نہس کر دیا۔

دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (۴۷ / ۱۰)

ہوا نے ہر شئے کو اُکھاڑ ڈالا اور خالی مکانوں میں نام کو بھی کوئی مکیں نہ ملتا تھا

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (۴۶ / ۲۵)

اور پھر یہی ہوا تھی، جسے خدا نے حضرت سلیمان کے قابو میں کر دیا۔ جہاں بھی اُسے جانا ہوتا، یہ اُسی طرف کو چلتی اور اُسے اُڑائے لیے پھرتی۔

الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ (۲۱ / ۱۸)

اور جانے یہ ہوا کس قدر تُند و تیز اور برق رفتار تھی کہ سلیمان کی صبح کی سیر ایک مہینہ کی راہ تھی اور شام کی سیر ایک مہینہ کی راہ، جسے وہ دوشِ ہوا پر چند ساعتوں میں طے کر لیتا تھا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (۳۴ / ۱۲)

پانی جو ہمیں زندگی بخشتا ہے اور جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز ہیں، ہماری ہلاکت آفرینی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ سیلاب ہمارے آباد گھروں اور اثاثۃ البیت کو اپنے ساتھ بہالے جاتا ہے اور سمندر کی لہریں، جو ہیبت اور رفعت میں پہاڑ کی سی معلوم

ہوتی ہیں۔

وَھِیَ تَجْرِیْ بِھِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ (۱۱/۴۲)

ہمیں ہمارے جہازوں سمیت غرقِ تہِ آب کر دیتی ہیں اور کوئی بھی ہمارا فریاد رس اور مُخلصی دینے والا نہیں ہوتا۔

وَاِنْ نَّشَأْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ (۳۶/۴۳)

اور یہ کوئی فرضی یا قیاسی بات نہیں بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور ہمارے جُزوِ ایمان و شاملِ اعتقاد بھی ہے کہ حضرتِ نوح کے طُوفان نے بیک بار تمام کافروں کو غرق کر دیا تھا۔ خدا نے آسمان کے باب کھول دیے۔ فلک سے کئی روز مُسلسل اور مُوسلا دھار بارش ہوتی رہی اور زمین سے پانی کے چشمے پھُوٹ نکلے۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْھَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَی الْمَآءُ عَلٰٓی اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (۵۴/۱۱-۱۲)

جب اُس کا حکم آیا تو گویا تنُور نے جوش مارا۔

اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ (۱۱/۴۰)

اور نُوح کی کشتی، جس میں چند مُومنین سوار تھے، اُنہیں پانی کی موجوں پر لیے پھری۔

وَھِیَ تَجْرِیْ بِھِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ (۱۱/۴۲)

پھر خدا نے زمین سے فرمایا کہ اپنا پانی نِگل جا اور آسمان کو کہا کہ ٹھہر جا اور پانی کو سُکھا دیا۔

وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ (۱۱/۴۴)

کیونکہ ربِ قدیر کو یہ قُدرت ہے کہ زمین پر ٹھہرے اور پھیلے ہوئے پانی کو سمیٹ لے۔

وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ (۲۳/۱۸)

اور یُوں اُس نے حضرت نُوح اور اُن کے رُفقائے کرام کو کشتی میں بچا لیا۔ کشتی کوہ جُودی پر جا ٹھہری۔

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ (۱۱/۴۴)

مگر اللہ نے مکذبینِ تیرہ بخت کو ڈبو دیا۔ یہاں تک کہ زمین پر اُن کا کوئی گھر نہ چھوڑا، نہ اُن کا نام و نشان باقی رہا۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (۷۱/۲۶)

۵ خدا کسی کو مٹائے نہ اس طرح ہادی ؔ
کہ مٹنے والے کی دُنیا میں خاک بھی نہ رہے

چشمِ تحیّر نے یہ منظر بھی دیکھا کہ خدا نے بحرِ عمیق و بے کراں کو پھاڑ کر اُسے بنی اسرائیل کے لیے رہگذر بنایا، پانی کو سُکھا ڈالا اور سمندر کی تہہ کو پایاب کیا۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (۴۴/۲۴)

اور فرعون کے لوگوں کو اُسی سمندر میں ڈبو دیا۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۲/۵۰)

عبرت کی نگاہ آج بھی قومِ موسیٰ کی مخلصی اور آلِ فرعون کی بربادی کا نظارہ کر رہی ہے۔

حضرت یُونس جب غرقِ آب ہوئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ (۳۷/۱۴۲)

تو پانی کی جو خوفناک موجیں اُنہیں بہا لے گئی تھیں، اُنہیں قعرِ دریا اور دہانِ ماہی سے نکال لائیں اور اچھال کر ساحل پر پھینک دیا، بیمار و نزار مگر زندہ و سلامت۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ (۳۷/۱۴۵)

اور اگر خدا کا حکم نہ ہوتا تو اُس کا برگزیدہ نبی۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۳۷/۱۳۹)

اور اُس کی تسبیح کرنے والا یونس۔

اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ (۳۷/۱۴۳)

Marfat.com

اُس دن تک کہ قبروں میں سے مُردے جی اُٹھیں، مچھلی کے پیٹ میں ہی پڑا رہتا اور اُس زنداں سے کبھی اُسے رہائی نہ ہوتی۔

لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (۳۷/۱۴۴)

پس اگر قادرِ مُطلق چاہے تو جملہ عناصر اور تمام قوتیں ہمارے ساتھ محارب اور منقادم رہیں اور چاہے تو اُنہیں ہمارے لیے تسخیر کردے، عناصر کی باگ ہمارے ہاتھ میں رہنے دے اور کائناتِ عالم کی ہر مہلک اور مخالف قوی اور ہیبت ناک طاقت کو ہمارے موافق اور مطیع و منقاد کر دے۔ خیر و شر مطلقاً اُس کی قضا کے بغیر نہیں ہے

حکیم محمد حنیف ندوی

غالب ازانکہ خیر و شر جز بقضا نبودہ است
کارِ جہاں نہ پُردلی، بے خبرانہ کردہ ایم

وہ صاحب فضلِ عمیم ہے اور ذی اقتدار ہے اور ہم صرف اُسی قدر قدرت و اختیار رکھتے ہیں، جس کی وہ خود ہمیں استطاعت عطا فرمائے۔

فیضِ حق افزوں ز استعداد نتواں یافتن
می بُرد ہر کس بقدرِ ظرفِ خود از بحر آب

اس ظرف کی استطاعت اور استعداد بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے، احسان کرے اور جس قدر چاہے فضل و عطا کرے، حُجّت و تکرار کرنا یا دلیل و بُرہان لانا ہمارا کام نہیں۔

اَللّٰہُ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَمَا کَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ (۱۴/۱۱)

وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں، زور اور اختیار والا ہے۔ اُس نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ (۲۱/۷۹)

اور بنی اسرائیل کو پاپیادہ بحرِ مواج کے پار اُتارا۔

Marfat.com

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ (۱۰/۹)

سمندر پھٹ گیا، پانی کا ہر ٹکڑا ایک عظیم پہاڑ کی مانند کھڑا ہو گیا اور خدا نے اُن بلندیوں کے درمیان چلنے کو راستہ بنا دیا۔

فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ (۲۶/۶۳)

جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو پتھروں میں سے چشمے پھوٹ نکلے اور سب آدمیوں نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا ط قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَھُمْ (۲/۶۰)

اُس نے زکریا کو لڑکا دیا، اس حال میں کہ وہ خود ایک پیر مرد تھا اور اُس کی بیوی بانجھ تھی۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ (۳/۴۰)

مریم کو بلا مساسِ بشری ایک پاکیزہ فرزند عطا فرمایا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ (۳/۴۷)

اُس نے حواریانِ مسیح کی طلب پر نشان کے طور پر آسمان سے بھرا ہوا خوان نازل کیا، جس میں سے اُنہوں نے کھایا اور شکر ادا کیا۔

قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (۵/۱۱۴)

اور اُس نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ اُن پر پرندوں کے جھنڈ بھیجے۔ جو اُن پر کنکریاں پھینکتے تھے، اُنہیں چھلنی کر دیا اور وہ یوں ہو گئے جیسے کھایا ہوا بھس

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ (۱۰۵/۱-۵)

خدائے قادر وقیوم نے بے شمار خرقِ عادت کام اور اعجاز کر دکھائے جو کُتبِ الہامی میں تفصیل و اطناب کے ساتھ مذکور ہیں اور یہ کوئی بنائی ہوئی باتیں نہیں۔ ان قصص و وقائع میں عقل مندوں کے لیے مَوعظت اور عبرت کے باب مضمر ہیں۔

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِاُولِی الْاَلْبَابِ مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی (۱۲-۱۱۱)

اُس کی قدرتوں کا کوئی حد و حساب نہیں ع

وہ جو چاہے تو اُٹھے سینۂ صحرا سے سحاب

اور اس کے حکم کے بغیر کسی رسول کو بھی یہ مقدرت اور اختیار نہیں کہ وہ از خود کوئی معجزہ لا سکے۔ سبھی کچھ اُس کی ازلی تدبیر سے ہوتا ہے اور ہر وعدہ لکھا ہوا ہے۔

وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (۱۳-۳۸)

وہ قادرِ مطلق ہے اور تقدیر اس کی خانہ زاد ہے وہ تقدیر ساز بھی ہے اور تقدیر شکن بھی، اس لیے ہم اس کے فضل و کرم کے طالب اور اُسی سے رُشد و ہدایت کے مُتمنّی ہیں۔

اے اللہ! ہمارے مقدّر کی نحُوست کو دُور کر اور ہمیں دُنیا اور عقبیٰ کی نعمتوں سے سرفراز فرما۔ ویسے ہم ہر حال میں راضی برضا ہیں ؎

گر کُفر و ضلالت بود ار دین و ہدایت
خوش باش کہ کارِ ازلی جُز بعطا نیست

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ۔ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

Marfat.com

وہی علیم و خبیر ہے اور فقط اُسی کے علم سے ہم آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ وہی قادر و توانا ہے اور اُس کی بدولت ہی ہم کسی شے پر قدرت رکھتے ہیں۔ وہی چشمۂ فیض ہے جس سے سیراب ہو کر ہم اَوروں کو فیض یاب کرتے ہیں۔ ایک ہاتھ سے لیتے اور دوسرے ہاتھ سے دیتے ہیں۔ وہی ہمارا مُشکل کشا اور حاجت روا ہے جو ہمارے عقدہ ہائے لاینحل کی گرہ کشائی کرتا اور ہم سے دوسروں کی حاجت روائی کراتا ہے وہی غنی ہے جس کے خزانے معمُور ہیں۔ جس کی دولت اور غنا نے ہمیں مالا مال اور مُستغنی کر دیا اور ہمارے مال سے محتاجوں اور بے نواؤں کی جھولیاں بھریں۔ وہ ذوالفضلِ عظیم ہے۔ جس کے فضل سے ہم بہرہ یاب ہیں، خود عافیت میں بسر کرتے اور دوسروں کے لیے دستِ کرم کشادہ رکھتے ہیں۔ ہم بندہ ہیں اور وہ بندہ نواز۔ ہم نیاز مند ہیں اور وہ بے نیاز۔ ہم مستعین ہیں اور وہ معین

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِین (۱/۴)

اعضائے انسانی کا خالق کون ہے۔ دست و پا کس نے بنائے۔ چشم و گوش کس کی صنعتِ بے مثال کا نمونہ ہیں۔ جسم کی نمو اور بالیدگی کے لیے خون کس نے پیدا کیا۔ کس نے وہ محیّرُ العقول مشین ایجاد کی، جس سے خُون کی نہریں بدن میں رواں ہیں۔ ناصاف خُون رگوں میں گھُومتا ہے اور پھر صاف ہو کر شریانوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ ایسے ہی دماغ کی ساخت اور اس کی کارگزاری کس کے دستِ حکمت آفریں کی شگرف طرازی اور نُدرت آفرینی ہے۔ دل کس نے بنایا اور اس کی انتہاہ گہرائیوں میں جذبات اور خواہشات کا طوفان کس نے برپا کر دیا۔ سوچیں کس نے پیدا کیں۔ خیالات کو کس نے انگیخت دی اور مردِ ناداں کو ماکر و مُدبر، عاقل و فرزانہ

بنا کر آسمانی رفعتوں میں آمادۂ پرواز کر دیا۔ امنگیں دیں، احساس دیا، ذوقِ تجسس بخشا۔ پھر دنیا کو اس کے لیے ایک مکتب اور مستقل تجربہ گاہ بنا دیا۔

اپنی بیدار زندگی میں انسان ہر لمحہ زیرِ تربیت ہے۔ وہ کھلی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ حالات اور واقعات سے سبق اندوز ہوتا ہے۔ باہمی اختلاط و ارتباط سے، معاشرتی علائق، صحبت اور رفاقت سے سینکڑوں کتب کے مطالعہ اور ہزاروں نفوس کے تجربات سے، پند و مواعظ سے، اَوروں کے چلن اور اُن کے نمونہ سے، مرئی اور غیر مرئی، دیدنی اور نادیدنی محرکات سے اثر پذیر ہوتا ہے جو اُس کی تعمیر کے ذِمّہ دار ہیں۔ آدمی وہی ہے جو اُس کا ماحول اور بیرونی حالات اُسے بنا دیں۔ وہ ایک لوحِ صاف مگر بغایت نقش پذیر ہے۔ چنانچہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک غیر اہم، اتفاقی حادثے نے اُس کی زندگی میں عظیم انقلاب برپا کیا اور ایک نیا نصب العین دے کر اُسے راہِ جدید پر گام زن کر دیا۔

غرض خدا ژرف نگاہی اور حقیقت نگری کی توفیق دے تو واضح ہوتا ہے کہ بدن اور ذہن ہر دو پابند ہیں۔ ہمارے عصبی، قلبی اور ذہنی نظام پر وہی مسلّط ہے۔ ارادے اور عمل بھی آزاد نہیں۔ دونوں پر خدائے قادر و حکیم قابض اور محیط ہے اور پھر خدا کی پیدا کردہ جبلّت سے کسے مفر ہے یہ غیر مُبدّل ہے۔ انسان کے ساتھ جنم لیتی اور موت تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑتی رہے حالات و حوادث اور عِلل و اسباب۔ سو اُن کو بھی خدا خلق کرتا ہے اور سب اُسی کے اختیار میں ہیں ؎

سارے اسباب ہیں اُسی کے مطیع
جو خدا چاہتا ہے، وہ ہوتا ہے

اس لیے یہ مان لینے کے سوا چارہ نہیں کہ سب اللہ کا جلال و کمال اور اس کی قدرت و عظمت کا ظہور ہے۔ سب اُسی کی کبریائی ہے اور انسان کی کوئی بڑائی اور برتری، قوت اور اختیار نہیں ؎

تری دنیا میں مجبور و مقہور

مری دنیا میں تیری پادشاہی

زمین و آسمان، انسان اور شیطان اور اُن کی ذُرّیت کا وہی خالق ہے۔ بھلائی اور بُرائی کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کی قُدرتِ تخلیق اور حکمتِ آفرینش سے کوئی پُوری طرح آگاہ نہیں۔ کارگاہِ عالم میں کوئی اس کا شریک نہیں، مشیر اور صلاح کار نہیں۔ نظام کائنات میں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کسی کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتا۔ خود قوت والا ہے اور دوسروں کو اپنا قُوّتِ بازو نہیں بناتا۔ اہتمامِ خُشک و تر کسی اور کا دردِ سر نہیں۔ فقط اُس کی ذمہ داری ہے۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (۱۸/۵۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ نقل و عقل دونوں سے ایمان بالقدر، یعنی خیر و شر کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہے اور تقدیر الٰہی کا انکار خدا کی قدرت و اقتدار اور اُس کی خدائی کا انکار ہے۔ حکمت اور دانائی، قوت اور قُدرت کا سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور بشر خاکی ہر طرح سے مجبور اور محتاج بے بس اور ناتوان ہے۔

یہ ہر دو اُمور تو درست نہیں ہو سکتے کہ خدا بھی قادر علی الاطلاق ہے اور یہ بظاہر عاجز و فرومایہ انسان بھی مُختارِ کُل ہے۔ اس عالمِ اسباب میں وہ بھی جاعلِ مُطلق

Marfat.com

ہے اور ہمیں بھی کامل تصرف و اقتدار حاصل ہے۔ لامحالہ ہم اُس کی رضا کو ق
طاعت و تسلیم کے لیے اپنے سروں کو اُس کے حضور میں خم کرتے ہیں۔ وہ
پر قادر رہے اور ارض و سما میں اُسی کا حکم جاری و ساری ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ
الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ
اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (۶۵/۱۲)

ے
بیرم بدہ رضا بہ قضائے کہ رفتہ است
چوں کارہا خلافِ مقدر نمی شود

کتبہ عبدالحفیظ

Marfat.com

نوشتۂ تقدیر

بقلم محمد حنیف ندوی

Presented Collection of Books of Late
[illegible]

اظہار سنز ۔ لاہور

مجبور در مشیّتِ تقدیر بودہ ایم
مارا چہ اختیار کہ چون و چرا کنیم